

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ اَلْاِيْمَانَ بِرَبِّىْ

رَاىْتِىْ بَعْرِىْ زَاوِسَانَ قَدْ اَسْتُ
پَرْدَه نَانُوسِ دِيْنِ نَصِطْفَه اَسْتُ

فَدَايَا زَخْمِ نُبُوْرَتِ كَا تَرْجَمَانِ

العاقِب

صَفَرْ 1431 هـ

فَرَوْدِى 2010ء

زِيَارَتِ

مَحْمُوْدِى خَادِمِ حُسَيْنِ رَضَوِى

3 احادیث

مدیر

5 استغاثہ بارگاہ الہی

سید عارف محمود پور رضوی



10 عشق ہے سودائے خام خون جگر کے بغیر

مولانا حافظ خادم حسین رضوی

16 آزادی کی پر تشدد تحریکیں

ڈاکٹر عبدالقدیر خان



19 گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

علامہ محمد اقبال

20 داتا دربار

جنس (ر) بنگلہ داس



24 قرآن کی پکار

حامد میر

27 مساجد کے مینار پر پابندی اور ریفرنڈم

اشتیاق بیگ



30 خاتم النبیین

مفتی محمد امین

36 عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت

ڈاکٹر ظہور احمد ظہیر



39 سیدنا صدیق اکبر

کے دور مبارک کی
عقیدہ عثمان غنی

محمد ابو بکر رضا

46 فتنہ قادیانیت

مولانا محمد فروغ احمد علی مسہانی



51 مہرہ رضا

محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری

52 دارالافتاء

مولانا مفتی محمد عظیم الدین مراد آبادی



64 ہاں ہی پاکستان میں سرگرم

ساجد
کعبہ

بزم اطفال



استغاثہ بارگاہ الہی

سید عارف محمود پور رضوی

اے رب کائنات ، کرم کی ہے التجا

اے خالق حیات ، کرم کی ہے التجا

بے چین و بے قرار ہوئی اُمّتِ رسولؐ

حاصل نہیں ، ثبات ، کرم کی ہے التجا

چاروں طرف ہے موت کا سیل رواں ، رواں

بے بس ہوئی حیات ، کرم کی ہے التجا

طوفاں پیا ہے درو و الم ، کشت و خون کا

دُخوں سے دے نجات ، کرم کی ہے التجا

دیکھیں جدھر بھی موت کی ہیں یورشیں پیا

ارزاں ہوئی حیات ، کرم کی ہے التجا

بچوں کے سر سے سایہ شفقت ہے چھن رہا

منہ زور ہے ممات ، کرم کی ہے التجا

خودکش بنے ہیں دشمن ایمان و دین و مملکت

چھٹی نہیں ہے رات ، کرم کی ہے التجا

ہر موڑ پر ہیں تختہ مشق ستم ، غریب

ان پر لگی سے گھات ، کرم کی ہے التجا

اکابر

ملکی مسائل کا حل

ایک دہریہ (جو اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا) پاکستان آیا اور یہاں تھوڑا عرصہ رہنے کے بعد اس نے دہریت سے توبہ کر لی اور اللہ تعالیٰ کو ماننا شروع کر دیا۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ آخر کیا وجہ ہوئی کہ تمہیں اللہ رب العزت کی قدرت کا احساس ہوا؟ اس نے جواباً کہا کہ جب میں پاکستان آیا تو میرے مشاہدے میں یہ بات آئی کہ اس ملک میں ہر جگہ کہیں نہ کہیں، کوئی نہ کوئی ایسا کام ضرور ہو رہا ہے کہ اگر وہ کسی دوسرے ملک میں ہو رہا ہوتا تو اس کا وجود باقی نہ رہتا۔ لیکن پاکستان میں ہر خرابی اور بُرائی کے باوجود اس کا باقی رہنا مجھے یہ بات سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ آخر کوئی تو طاقت و قوت اور ذات ایسی ہے جس نے اس وطن کے باسیوں کی تمام تر نا اہلیوں کے باوجود اسے قائم رکھا ہے۔ چنانچہ اسی سوچ نے مجھے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا یقین دلایا ہے۔

بظاہر تو یہ ایک واقعہ ہے لیکن درحقیقت اس وقت ملک عزیز کے اندرونی و بیرونی حالات اس حد تک ناگفتہ بہ ہو چکے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال نہ ہوتی تو زمینی حقائق کچھ اور ہونے تھے۔ عوام آئے روز بدتر سے بدترین حالت میں وکیلگی جاری اور حکمرانوں کو اپنی بیوقوفیوں، نا اہلیوں، عیاشیوں اور شاہ خرچیوں سے فرصت نہیں مل رہی۔ پاکستانی قوم حکمرانوں کی عیاشیوں کو اپنی فاقہ کشی پر پال رہی ہے۔ جس ملک میں پیدا ہونے والا ہر بچہ پیدائشی طور پر 29,394 روپے کا مقروض ہو اس ملک و قوم نے کہاں خوشحالی دیکھنی اور ترقی کرنی ہے؟

پانی، بجلی، گیس، چینی اور آٹے کی لوڈ شیڈنگ کے باوجود تماشا یہ ہے کہ ان بنیادی چیزوں کے ناپید ہوتے ہوئے بھی ان کی قیمتیں بڑھتے بڑھتے آسمانوں کو ٹھو رہی ہیں۔ ملک میں وزراء کی فوج اور اس پر مزید سونے پر سہاگہ وزراء کی مملکت، قائمہ کمیٹیاں اور ان کے شاہی ڈنر، لُچ اور عصرانے دیکھ کر سر چکرانے لگتا ہے لیکن جب ان کی کارکردگی جانچی جائے تو نتیجہ صفر نظر آتا ہے۔

تصور ہے اسی کی جگہ ہیں تیرے غلام

یا قاضی الحاجات، کرم کی ہے التجا
ہر صبح ساتھ لائے گیا ایک حادثہ

ہر روز سانحات، کرم کی ہے التجا
پھر کربلائے عصر کا ہے ہم کو سامنا

پھر ہیں لب فرات، کرم کی ہے التجا
حد سے سوا ہوئی ہے گناہوں کی داستان

بے حد ہیں کفریات، کرم کی ہے التجا
خوفِ خدا سے عاری و خالی ہوئے قلوب

عصیاں نے دی ہے مات، کرم کی ہے التجا
ڈوبے ہوئے ہیں قعر مذلت میں آہ ہم

ہم میں بدی کے سات، کرم کی ہے التجا
تیرے سوا نہیں ہے کوئی اپنا داد رس

خالی ہیں اپنے ہات، کرم کی ہے التجا
جلوے ہیں تیرے لطف کے ہر آن جلوہ گر

ہم پر بھی ایک جہات، کرم کی ہے التجا
اے سب کے کارساز حقیقی اے چارہ ساز

کر ختم مشکلات، کرم کی ہے التجا
اے جہاں کے توسل سے کر خدا

سربز پات پات، کرم کی ہے التجا
مہجور مانگے ارض وطن کی دُعائے خیر

یوری ہو اس کی بات، کرم کی ہے التجا
❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖

جمہوریت کو ہمارے ملک میں مقدس گائے کا درجہ دیا جاتا ہے لیکن کیا یہ آپ کی رائے میں جس شخص کو اس کے اپنے حلقے کے عوام صوبائی یا قومی سطح پر بھی منتخب ہونے کا اہل نہیں سمجھتے، وہ الیکشن میں شرکت لائق کھانے کے باوجود ایوان بالا (سینٹ) کا رکن بن بیٹھتا ہے۔ اب جمہوریت یا اکثریتی رائے کا حق کہاں گیا؟ ماں باپ چند لاکھ روپے سے شروع کیے گئے کاروبار پر اپنے اس بیٹے کو نہیں بٹھاتے جو اس کی سمجھ نہ رکھتا ہو لیکن پاکستان میں ہر ماٹھے ساتھ کو سیاسی تعلقات کی بناء پر ایک پورے محکمے کا وزیر بنادیا جاتا ہے۔ وزیر موصوف پینک اس محکمے کے حروف ابجد سے بھی واقف نہ ہوں لیکن پورے پروڈکٹوں سے وہ اس شعبے کے نیچے ادھیڑ نے بیٹھ جاتے ہیں۔ جب وزیر بے تدبیر کو اپنے شعبے سے کوئی دینی قلبی وابستگی اور سمجھ ہی نہیں تو وہ لوٹ کھسوٹ نہ کرے تو کیا کرے؟

جس ملک کا حکمران ڈیڑھ سو گاڑیوں کے قافلے میں 1700 پولیس والوں کے حصار میں گردش کرتا ہو وہ اپنی عوام کی مشکلات سے کیا آگاہ ہوگا؟ جس ملک میں سابقہ حکمران 15,900 کنال پر محیط محل میں 800 پولیس والوں کی حفاظت کے رحم و کرم پر ہوں، کیا وہ غریب و بے بس پاکستانی عوام کے حکمران ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت نام نہاد جمہوریت ملکی وسائل اور پیسے کی بندر بانٹ کا تماشا بنی ہوئی ہے۔ بڑا مہذب چور چھوٹے کی حفاظت کر رہا ہے اور چھوٹا مہذب چور بڑے کی آؤ بھگت میں مصروف ہے۔ سیاستدانوں کی اس لوٹ کھسوٹ کی دوز میں نقصان صرف اور صرف غریب عوام کا ہو رہا ہے کیونکہ غریب غریب سے غریب تر ہوتا جا رہا ہے اور اس کا کوئی پُرسان حال نہیں۔ اگر ان کرپٹ مگر مچھوں پر کوئی ادارہ ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے تو یہ فوراً جمہوریت کے نام نہاد فضائل اگلنے شروع ہو جاتے ہیں۔

کرپشن ہی کی ایک شکل بنکوں سے قرضے لے کر ان کی معافی کروانی ہے۔ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جہاں ارب اور کروڑ پتی افراد بینکوں سے قرضہ لیتے ہیں اور محتاجی کا ڈرامہ رچا کر اس قرض کو معاف کروا لیتے ہیں۔ دنیا کے دیگر ملکوں میں بھی قرضے معاف ہوتے ہیں لیکن اس وقت جب کوئی کارخانہ، بنک یا ادارہ دیوالیہ ہو جائے مگر پاکستان میں قرضوں کی معافی کے لیے فقہ حکمرانوں کی رضا درکار ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے پاکستان صرف ایک سال میں دیا بھر کے کرپٹ ممالک میں 46 ویں نمبر سے ترقی کرتا ہوا 42 ویں نمبر پر آ گیا ہے۔ صرف 2007.08 میں 796 ارب کا ٹیکس چوری ہوا ہے۔ وفاقی وزیر خزانہ کے مطابق صرف ایک حکومتی ادارے ”وفاقی ریونیو بورڈ“ (C.B.D) میں سالانہ 500 ارب سے زائد کی کرپشن ہوتی ہے۔

اسلام آباد کے مطابق 1985ء تا 1999ء کے عرصے میں 120 ارب روپے کے قرضے معاف کیے

حدیث شریف میں ذکر ہے کہ مومن ایک سوراخ سے دوسرے نہیں ڈسا جاسکتا لیکن پاکستانی مومنوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ بار بار ایسی نا اہل اور ناکارہ قیادت کے متعلق دھوکے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پاکستان کی بنیاد تو اسلام کی تجربہ گاہ کے طور پر رکھی گئی تھی لیکن کیا وجہ ہے 63 سال میں پاکستان میں جمہوری نظام کو آزمایا گیا، آمریتی نظام کو بھی آزمایا گیا لیکن اسلامی نظام کو آزمانے میں کیا امر مانع ہے؟

ہمارا عیاش طبقہ اس لیے اسلامی نظام سے خود غمخیز رہا ہے اور عوام کو غمخیز کر رہا ہے کہ اسلام میں ان کی عیاشیوں اور بد معاشریوں کے تمام راستے بند ہو جاتے ہیں۔ اسلامی نظام میں حاکم وقت کی اولاد اور ایک عام بندے کی اولاد میں کوئی معاشرتی فرق نہیں ہے۔ اسلامی نظام کی برکات میں یہ شامل ہے کہ حاکم وقت خود کو اللہ تعالیٰ کا عاجز بندہ تسلیم کرتے ہوئے عوام میں موجود رہتا ہے۔ اسلام نظام ہی کی برکات ہیں کہ حاکم وقت سے ایک غریب ترین شخص بھی باز پرس کر سکتا ہے اور جج (قاضی) اسے عدالت میں طلب کر کے غریب کو اس کا حق دلواسکتا ہے۔ لہذا در بدر کے ٹھوکریں کھانے کے بعد ہمیں اسی دھرتی میں ایک مرتبہ اس نظام کو نافذ کر کے اس کی برکات کا ضرور مشاہدہ کر لینا چاہیے جس میں تعداد یا مقدار کو نہیں بلکہ معیار کو اپنایا جاتا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ کی دھرتی پر اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ نظام نافذ ہوگا تو پھر دیکھیے گا یہ زمین کیسے سونا اگلتی ہے اور کیسے ہر طرف امن و خوشحالی اور چہل پہل ہوتی ہے۔ ہم دفتر اور ادارے کے سربراہ کو خود سے ناراض کر کے اس ادارے میں ٹھیک طور پر کام نہیں کر سکتے تو اس

پارے افلام کا نکالتے کے خالق و مالک کو خود سے ناراض کر کے کس طرح سکون و اطمینان حاصل کر سکتے ہیں؟

پاک سر زمین کو فتح کرنے کی بھارتی سازش

بائیں کان سے بہرے انڈین آرمی کے اُن ہٹ چیف جنرل دپیک کپور نے چند دن قبل جان واکا ہے کہ ”بھارت نے چاروں طرف سرحدوں کی حفاظت کی صلاحیت حاصل کر لی ہے۔ وہ بیک وقت پاکستان اور چین سے مقابلہ کر سکتا ہے اور 96 گھنٹے میں دشمن کی سر زمین پر قبضہ کر سکتا ہے۔“

خطے میں بالادستی کا خواب دیکھنے والے ملک بھارت کے آرمی چیف کے اس بیان پر ایک لطیف یاد آ رہا ہے۔ ہے قارئین اس سے ضرور محفوظ ہوں گے۔ ایک بلی نے چوہے کو دیکھا تو اس پر بھپٹ پڑی، پھر غریب چوہے کی جان بچانے کے لیے بھاگ کھڑا ہوا اور بلی بھی اس کے تعاقب میں لگن ہو گئی۔ کافی دیر بلی چوہے کی یہ بھاگ رہی رہی۔ آخر کار چوہا بھاگتے بھاگتے ایک شراب کی فیکٹری میں داخل ہو گیا اور پناہ کی تلاش میں پریشان بھاگتا بھاگتا شراب کے کھلے منہ کے ایک مٹکے میں گر گیا۔ چوہے نے اس مٹکے میں چند ڈبکیاں کھائیں اور نشے میں مدھوش ہو کر باہر نکل آیا۔ باہر آ کر چوہا سینہ تان کر دم کے بل کھڑا ہو گیا اور نشے میں مست لگا کر شروع ہو گیا بلی کدھر گئی ہے؟ سامنے آئی میں تجھے کچا چبا کر مار ڈالوں گا۔

بھارتی آرمی چیف نے نئے سال کی خوشی میں کچھ زیادہ ہی مے نوشی کر لی ہے۔ ان کے بیان کو چوہے کی حالت کے تناظر میں دیکھا جائے تو پاکستان اور چین کی سر زمین پر قبضہ کرنے کے بیان کی حقیقت باسانی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ بھارتی آرمی چیف کو کسی اچھے ماہر نفسیات سے ضرور دماغی معائنہ کروانا چاہیے کیونکہ حالیہ بمبئی حملوں میں 96 گھنٹوں میں ان سے اور ان کی فوج اور اداروں سے اپنے ہی ملک میں ایک ہوٹل فتح نہیں ہوا اور وہ وہ ایسی ملکوں کو فتح کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ جنرل دپیک کو محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کا یہ بیان بھی ضرور مد نظر رکھنا چاہیے کہ ”پاکستان بھارت کو صرف 6 گھنٹوں میں قصہ پارینہ بنا سکتا ہے۔“ اب جنرل دپیک ہی بتائیں کہ 6 گھنٹے کم وقت ہوتا ہے یا 96 گھنٹے؟؟؟

الحمد للہ • پاکستانی فوج کو دنیا بھر کی چھٹی بڑی عسکری طاقت تسلیم کیا جاتا ہے۔ • پاکستان ملٹری کے 6 بلائین پر مشتمل ایس ایس جی (SSG) کمانڈرز کو امریکی و برطانوی کمانڈرز کے بعد عالمی سطح پر موثر ترین کمانڈرز سمجھا جاتا ہے۔ • پاکستانی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی (I.S.I) کو امریکی CIA، برطانوی M16، روسی GRU، فرانسیسی

بھارتی ’MOSSAD‘ اسرائیلی BND، جیکہ برتشی پاکستان کا انٹیلی پروگرام دنیا کی جدید ترین ٹیکنالوجی کا حامل اور بھارت سے فوجی طور پر بہت زیادہ۔ • پاکستانی جہازوں میں زمین سے زمین تک اور فضا سے فضا تک مار کرنے والے جدید ترین ہتھیار اور صلاحیت موجود ہے جبکہ بھارت کو یہ صلاحیت حاصل کرنے میں کم از کم 10 سالوں کی ضرورت ہے۔ • پاکستان اور پاکستانی فوج کی سب سے بڑی اور موثر ترین طاقت وہ عوام ہے جو اپنے ملک کی دفاع و تحفظ کے لیے اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار ہیں اور اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے اس ملک عزیز کے دفاع و تحفظ کے لیے اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جہاد کا مفہوم روحانی و جسمانی طاقت ہے جس نے ماضی بعید کی طاقتوں قیصر و کسریٰ کو سرنگوں کیا اور ماضی کے ظالم کو ہار دیا ہے۔ طاقت روس کو لگام دی۔ آج بھی اسی جذبہ جہاد نے افغانستان میں امریکی سفاکیت اور عراق میں مشرکین و مشرکین میں صیہونی بد معاشی کو ٹکیل ڈال رکھی ہے۔ یہی جذبہ جہاد ہندویش سے کشمیر میں برسرِ پیکار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مسلمانوں کا یہی جذبہ جہاد دین و دنیا کی ہماری سرحدات کی حفاظت تا قیامت کرے گا۔



انعامی مقابلہ

1. حضرت امیر المؤمنین شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے کس مثل بادشاہ کے سامنے سر جھکانے سے انکار کیا؟
2. علامہ اسلام مولانا غلام دہلوی قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کے رد میں کونسی کتب تصنیف فرمائیں؟
3. قرآنی کتب کے کتنے ہیں؟

✓ درست جوابات دینے والے خوش نصیبوں کو اگلا شمارہ بالکل فری

✓ جواب نوٹ کروائیں صرف عصر تا مغرب 0321-4370406

فوجوں سے مدد کی درخواست بھی نہیں کی تھی۔ ہماری فوجی اکیلیٹرپ نے ان کو پہنچایا تھا۔

⑩ مشرقی پنجاب میں بہادر اور جنگجو قوم ”سکھ“ آزادی کی جنگ ہار گئے۔ ہمارے کوئی مددگار نہ تھا اور پاکستان خود اس قابل نہیں تھا کہ وہاں کوئی گڑبڑ کرتا اور جواب میں کشمیر سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔ ہزاروں سکھ مارے گئے اور نتیجے میں کچھ نہ ملا۔

⑪ ایک اور شرانگیزی جس میں امریکہ براہ راست ملوث ہے وہ چین کے صوبہ سکینانگ میں دہشت گردی ہے۔ ایک خود ساختہ امریکی ایجنٹ راجہ غدی کو واشنگٹن میں بٹھا کر اور تمام سولیتس دے کر چین کے خلاف پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ راجہ غدی اور سکینانگ کے شہریوں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ کوئی غیر ملک ان کی مدد نہیں کر سکتا۔ چین ”بنانا رپبلک“ نہیں ہے۔ راجہ اور اس جیسے مفاد پرستوں نے سینکڑوں بے گناہ لوگوں کو مروا دیا۔ ان کا مستقبل چین کے ساتھ ہے اور ان سے گفت و شنید کے ساتھ وہ اپنے لیے بہت سی مراعات حاصل کر سکتے ہیں۔ راجہ جیسے خود غرض امریکہ میں بیٹھ کر عیاشی کرتے رہیں گے اور وہیں مرجائیں گے اور بے گناہ سیدھے سادھے لوگوں کو مرواتے رہیں گے۔

⑫ ایک اور واقعہ تبت کا ہے۔ آج سے 50 سال سے پہلے غیر ملکی ایجنٹوں کی شہ پر دلائی لامہ نے چین کے خلاف بغاوت کی اور ہزاروں دہشت گرد مارے گئے۔ یہ شخص آج ایک سیاست دان بن کر پوری دنیا میں پھرتا رہتا ہے اور عیاشی کرتا پھرتا ہے جب کہ اس نے اپنی عوام کو پیچھے چھوڑ کر مشکلات میں جھونک دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جہاں چند خود غرض مفاد پرست اور شہرت کے بھوکے لیڈروں نے لیڈری اختیار کر کے ہزاروں بے گناہ اور کم سمجھ عوام کا قتل کر دیا اور خود عیش و عشرت سے زندگی گزارتے رہے۔



حضرت امیر مرکزیہؒ و بصحت

تمام احباب کو یہ جان کر دی مسرت ہوگی کہ اللہ رب العزت اور اس کے حبیب ﷺ کے طفیل فدا یان ختم نبوت پاکستان کے مرکزی امیر، شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی دامت برکاتہم بلحاظ صحت بہت بہتر ہیں۔ احباب اور کرم فرماؤں سے دعائیں جاری رکھنے کی درخواست ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے علامہ محمد اقبال

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہاں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں بری بینا ہیں و لیکن نہیں بیدار
آئی یہ صدا سلسلۂ فقر ہوا بند
ہیں اہل نظر کشور پنجاب سے بیزار
عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلمۂ فقر سے ہو طرۂ دستار
باقی کلمۂ فقر سے تھا ولولۂ حق
طرزوں نے چڑھایا نوحۂ خدمت سرکار





اولیائے برصغیر پاک و ہند کے سالار اول حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا شمار مشرق کے ان اولو العزم عارفین میں ہوتا ہے جنہوں نے دیار کفر کے ظلمت کدوں میں ایمان کے دیے روشن کیے۔ جناب امیر سیدنا علی ابن ابی طالب کے گھرانے کے اس نامور سپوت نے مغربی پاکستان کے شمالی علاقہ کو دولت اسلام سے مالا مال فرمایا۔ غزنی کے علاقہ جلاب کے خداسیدہ بزرگ جناب سید عثمان بن علی جلابی کے اس رفیع المرتبت فرزند نے پانچویں صدی ہجری میں شہر لاہور میں نئے وحدت کا وہ ڈیٹان میخانہ تعمیر کیا کہ طالبان شراب محبت الہی دور دور سے دوڑے ہوئے آنے لگے۔

ساقی میخانہ وحدت:

میخانہ وحدت کے ایک ساقی ڈیٹان نے کچھ اس انداز سے معرفت کے خم کے خم لہڑھائے کہ دنیا اسے داتا گنج بخش کے نام سے یاد کرنے لگی۔ حضرت حمید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ عالیہ کے اس پیر طریقت نے اپنے پیام رشد و ہدایت اور تعلیمات سے دین سرور عالم ﷺ کی شاندار خدمت انجام دی۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت داتا گنج بخش کی اولین مساعی اور خدمات دینیہ نے وہ فضاء پیدا کی جس کے نتیجے میں وسیع و عریض بت کدہ ہندو پاک میں انوار ایمان کی جلوت گاہیں اور معرفت کے خلوت کدے تعمیر ہوئے، ٹھوکریں کھائی انسانیت صراط مستقیم سے آشنا ہوئی اور تڑپتی ارواح کی چارہ سازی کا سامان ہوا۔ ۳۳۹ھ میں ورود لاہور فرمانے والے اس مروج نے ۲۶ سال کی طویل مدت تک بنی نوع انسان کی خدمت گزاری کرنے کے بعد ۳۶۵ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کے وصال فرمانے کے وقت لاہور پر سلطان ابراہیم غزنوی فرمانروا تھا۔

بارگاہ داتا گنج بخش:

سب سے پہلے سلطان نے ہی آپ کا آستانہ تعمیر کروایا۔ حکیم سید امین دہلوی ”تذکرہ“ میں لکھتے ہیں کہ مجدد اور

ڈیوڑھی ایک ارادت مند چودھری دین محمد نے بنوائی۔ اس ڈیوڑھی کے شمالی دروازہ پر خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا حسب ذیل قطعہ تاریخ کندہ ہے۔

اس روضہ کہ بانیش شدہ فیض النست
مخدوم علی راست کہ باحق بیوست
درستی نیست شد ہستی یافت
نواں سال وصالش افضل آمد از ہست

داتا دربار کی ڈیوڑھی کے کوچے سے آگے غلام گردش ہے۔ اس سے کچھ آگے دائیں جانب حضرت خواجہ اجمیر کا حجرہ اشکاف ہے۔ سنگ مرمر کی غلام گردش داتا کا مشہور عقیدت کیش میاں شاہنواز نے تعمیر کروائی۔ مزار کامر مرین تعویذ مبارک بنوائے کی سعادت شہزادہ داراشکوہ کو نصیب ہوئی۔ حضرت کے ارشاد کے مطابق درخت کو اکھڑا کر حوض تعمیر کیا گیا جسے زمانہ مابعد میں مرمر سے بلند کیا گیا۔ برطانوی عہد میں نور محمد سادھو نے گنبد تعمیر کروایا۔ دیواروں پر سنگ مرمر کی سلیں، دروں میں مرمر کی جالیاں اور گنبد پر سبز ٹائل وغیرہ کا کام کروانے کی عزت مولوی فیروز الدین نے حاصل کی۔ گنبد شریف کا دروازہ، گلی اور ڈیوڑھی کا فرش میان عبدالحقان اور میاں غلام جیلانی نے بنوایا۔ مزار مبارک کی اطراف کی جالی اور کتبہ چودھری دین محمد کی ارادت مندی کی یادگار ہے۔ گنبد کے اندر کا فرش کسی پارسی عقیدت مند کی نشانی ہے۔ مہمن مسجد کی ۳۱۱۲ فٹ لمبی اور ۱۹ فٹ چوڑی سل بعد محمد شاہ بادشاہ دہلی نصب کی گئی۔ درگاہ مقدس کے اندر کا حجرہ قدیم اور قلمی قرآن پاک کی جلدوں سے جمور ہے۔ ان میں حضرت عالمگیر اور شاہ سجدی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کلام مجید بھی ہیں۔ دربار داتا سے ذرا فاصلہ پر حضرت بابا فرید کا مقام چلہ کشی ہے۔ آستانہ اقدس کے اندر بہت ہی خوبصورت جھاڑ فائوس کثیر تعداد میں ہیں۔ یہ ارادت مندوں کے نذرانے ہیں۔

الہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں:

واقعات زمانہ اور تصدیقات اکابر اولیائے پاک و ہند اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں کہ شمس العارفین حضرت داتا گنج بخش جس طرح حیات میں سرچشمہ رشد و ہدایت تھے اسی طرح از بعد وصال بھی صاحب جود و سخا ہیں۔ دولت معرفت کے خزانے بخشے والا اہل کمال بھی داتا تھا اور آج بھی داتا ہے۔ حاجت مند اور طالب آج بھی دربار داتا سے فیض پاتا ہے۔ یہ عقیدت کیش داتا کی سخاوت اور فیض کو خوب جانتا ہے۔ گورنمنٹ کو صرف گنبد و مزار تک ہی دیکھ سکتا ہے۔ صاحب دار شہزادہ محمد علی علی شاہ کے جمال اور عاشق الہی کے جلوہ کو تو دل چاہی دیکھ سکتا ہے۔ اٹل

اللہ اودہ عاشق رسول کہ جو ملک معنی کا سردار ہے اس کے فیضان معرفت کا کیا کہنا؟ واجب الاستیقامت کو لے کر عالم حضرت جانی رحمۃ اللہ علیہ نے نذر عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا:

چونکہ سردار ملک معنی بود

سال وصلش بر آید از سردار

حضرت داتا گنج بخش کی سیرت کے صفحات شاہد ہیں کہ آپ گم کردہ راہوں کے لیے شمع ہدایت تھے۔ آپ نے معاشرہ کے اسلامی اصولوں کو بہت ہی دلنشین انداز میں پیش کیا۔ انسانی زندگی کو ایک پاکیزہ سانچہ عطا فرمایا اور فکر و نظر کے دھارے کا زرخ شرک کی گزرگاہوں سے وحدت کی طرف پھیر دیا۔ حیات ظاہری کے خدو خال کو درست فرماتے ہوئے باطن کی تطہیر فرمائی۔ یہ سچ ہے کہ آپ کی ذات ان اکابر اولیاء میں سے ہے جن پر زمانہ ہمیشہ فخر کرتا رہے گا۔ بلا شک و شبہ آپ امتیازی حیثیت اور منفرد مقام کے مالک ہیں۔ موج نفس سے شمع کشتہ کو روشن کرنے والے داتا کے دل میں عشق رسول کی وہ آگ روشن تھی جس کی مجرمانہ گری سے اصل خرد و دانش بھی حیران و ششدر ہیں۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی

الہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا:

ذوق خدائی رکھنے والے اس واقف سرخشی و جلی نے جہاں حقیقت و معرفت کے روئے تاباں سے نقاب الٹ کر رکھ دیا وہیں ریاضت و مجاہدہ کے عمیق رموز کی تفہیم کے ساتھ ساتھ مکاشفہ اور مشاہدات کی تجلیات کو بھی نمایاں فرمایا۔ واقعات شاہد ہیں کہ عاشقان رسول اور طالبان حق کے لیے آپ کی ذات مشعل ہدایت تھی۔ صاحبان تاج و تین کو بھی آپ نے نوازا اور گدایان کو شمشین کو بھی خزینہ معرفت سے سرفراز فرمایا۔ مشہور تاریخی واقعہ ہے کہ آپ کے وفات پانے کے ایک طویل عرصہ بعد حضرت خواجہ حمیری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے دربار میں حاضری دی۔ روضہ مبارک کے برابر ایک حجرہ میں ۴۰ دن معکف رہے اور جب آپ نے دربار داتا میں الوداعی حاضری دی تو فیض گنج بخش کی توثیق فرماتے ہوئے یہ شعر کہا:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصان را میر کمال کا ملاں را رہما

پاکستان کے خواجہ اول نے بھی آستان داتا پر چلے گئی کی:

برصغیر میں سلسلہ چشتیہ کے بڑے اے اول حضرت بابا فرید گنج شکر نے بھی آستان داتا گنج بخش پر چلے کیا۔ بابا صاحب کی ارادت کا یہ عالم تھا کہ آپ حضرت گنج بخش کے مرقد مبارک پر گھٹنوں اور کہنیوں کے بل رہتے ہوئے جا کر حاضری دیا کرتے تھے۔ متذکرہ صدر اکابر پیران چشت کے علاوہ متعدد اولیائے کرام، سیکندروں عارفین اور اہل دل عالمان حق کے علاوہ لاتعداد ارادت مندوں نے دربار داتا سے فیض اٹھایا اور آج بھی یہ دربار جمع عقیدت مندوں کے لیے ایک بے مثل فیض گستر بارگاہ ہے۔ لاریب ہندو پاک کی دنیا دربار داتا کے فیوض و برکات کے رہین منت ہے۔ سرزمین پاکستان انسانیت کے اس مقدس مربی پر جس قدر فخر کرے کم ہے۔ خداوند کریم آپ کی روح پاک پر رحمتوں کی بارش فرمائے اور آپ کے مزار پر الوار کو نوع انسان کے لیے تاقیامت سرچشمہ فیض رکھے۔



سید جہیر کے اقبال بھی تھے بانیاں

معتقدہ دل سے تھے داتا کے وہ دانائے راز

محترم ہیں حق نگاہان حرم اقبال کے

سید جہیر "مخدوم ام" اقبال کے

مرقد داتا کو لکھا پیر خیر کا حرم

یوں کیا واضح مقام سید والا حشم

حضرت داتا کا بھی ان پر تھا غایت التفات

محرمان راز کو معلوم ہیں کچھ واقعات

جو دلی ہے جانتا ہے رتبہ و جاہ دلی

اولیائے پاک رکھتے ہیں مکمل آگہی

قرآن کی پکار

دور جدید میں امن، رواداری اور روشن خیالی کی اکثر علمی و سیاسی تحریکوں کا مرکز یورپ رہا ہے۔ لیکن حال ہی میں سوئٹزر لینڈ میں ہونے والے ایک ریفرنڈم کے نتائج نے دنیا بھر کو حیران کر دیا ہے۔ چند دن قبل ہونے والے ریفرنڈم میں سوئٹزر لینڈ کے ۵۵ فیصد ووٹروں نے اپنے ملک میں مسجدوں پر مینار بنانے کی مخالفت کر دی ہے کیونکہ وہ میناروں کو مسلمانوں کی سیاسی طاقت کی علامت سمجھتے ہیں۔ اس وقت سوئٹزر لینڈ میں تقریباً ساڑھے چار لاکھ مسلمانوں کیلئے 160 مساجد ہیں جن میں سے صرف تین مساجد مینار والی ہیں۔ مسلمانوں کو اپنی مسجدوں میں مینار تعمیر کرنے کی اجازت نہ دینا سوئٹزر لینڈ کے اپنے آئین، یورپی یونین کے آئین اور اقوام متحدہ کے چارٹر کی خلاف ورزی ہے۔ یہ کہنا بھی درست ہوگا کہ یورپ میں لبرل فاشزم بڑھتا جا رہا ہے کیونکہ یورپ کے ڈیڑھ کروڑ مسلمانوں کو صرف سوئٹزر لینڈ میں نہیں بلکہ فرانس، جرمنی، ہالینڈ اور دیگر یورپی ممالک میں بھی مذہبی تعصب کا سامنا ہے۔

سوئٹزر لینڈ کے کیتھولک پادریوں اور یہودیوں کی تنظیموں نے میناروں پر پابندی کی مخالفت کرتے ہوئے مسلمانوں کے ساتھ اظہارِ بیعت کیا ہے۔ سوئس اسمبلی نے بھی 50 کے مقابلے میں 129 ووٹوں سے میناروں پر پابندی کو مسترد کر دیا ہے لیکن لبرل فاشٹ جماعت سوئس پیپلز پارٹی اسلام کو ایک خطرے کے طور پر پیش کر رہی ہے۔ ان دونوں سوئس پیپلز پارٹی کے رہنما کھلم کھلا پاکستان کی مثالیں پیش کر رہے ہیں جہاں مساجد پر خودکش حملے ہو رہے ہیں اور یورپی میڈیا ان حملوں کی ذمہ داری بلیک وائر پر نہیں بلکہ طالبان و القاعدہ پر ڈالتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں پاکستان کے اندر ہونے والی دہشت گردی سے صرف پاکستان نہیں بلکہ دنیا بھر میں مسلمانوں کا نام بدنام ہو رہا ہے۔

کچھ ہفتے قبل پشاور کے مینا بازار اور چارسدہ کے فاروق اعظم چوک میں کار بم دھماکے ہوئے تو طالبان اور القاعدہ نے ان بم دھماکوں سے اعلانِ لائق کیا۔ القاعدہ افغانستان کے مگران مصطفیٰ ابوالیزہ نے اپنے بیان میں کہا کہ ان کا ہدف تو صرف وہ لوگ ہیں جو براہِ راست لال مسجد، سوات، جنوبی وزیرستان، باجوڑ اور کئی اور مہمند میں معصوم و کمزور مسلمانوں کے قتل عام کے ذمہ دار ہیں لیکن ڈالروں کے پجاری نشریاتی ادارے بازاروں اور سڑکوں پر بم

دھماکوں کی ذمہ داری طالبان و القاعدہ پر ڈال کر جاتی کر رہے ہیں۔ انہوں نے پشاور بم دھماکوں کی ذمہ داری بلیک وائر پر عائد کی۔ سرحد پولیس کے ذمہ داروں نے بھی مجھے بتایا کہ مینا بازار میں کار بم دھماکے بھارتی شخصہ ادارے "را" کی کارستانی تھی لیکن راولپنڈی کی پریڈ لائن مسجد میں خودکش حملے کی ذمہ داری تحریک طالبان جنوبی وزیرستان کے امیر ولی الرحمن محسود نے قبول کر لی ہے۔ انہوں نے بی بی سی سے گفتگو کرتے ہوئے پریڈ لائن مسجد کو منافقین کی مسجد قرار دیا۔ جس دن اس مسجد پر حملہ ہوا اسی دن مجھے ای میل پر محمد زاہد صدیق مغل کا ایک مضمون بھیجوا یا گیا جس میں نہ صرف

پاکستان کی حکومت بلکہ ریاست کو کافر قرار دیتے ہوئے سوال اٹھایا گیا تھا کہ پاکستان پر جو امریکی حملے جاری ہیں وہ ہماری پارلیمنٹ کی اجازت سے ہو رہے ہیں اور پارلیمنٹ عوام کی نمائندہ ہوتی ہے۔ کیا اس منطق سے ساری پاکستانی عوام حربی نہیں ٹھہری کہ وہ ایک حربی کافر کا ساتھ دے رہی ہے؟ آگے چل کر سوال اٹھایا گیا کہ پاکستانیوں نے امریکی حملوں کے خلاف اتنی جتنی کیوں نہیں دکھائی جتنی ایک چیف جسٹس کی بجالی کے لیے دکھائی گئی؟ اس مضمون میں ان علماء پرافسوں کا اظہار کیا گیا جو خودکش حملوں کے خلاف فتویٰ دیتے ہیں لیکن امریکی ڈرون حملوں پر خاموش رہتے ہیں۔ محمد زاہد صدیق مغل کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہی پاکستانی پارلیمنٹ تھی جس نے اس ریاست کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا؟ اسی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا اور اسی پارلیمنٹ نے امریکی ڈرون حملوں کے خلاف متفقہ قرارداد بھی منظور کی لہذا آپ اس پارلیمنٹ اور پاکستانی عوام کو حربی کافروں کا ساتھی ثابت نہیں کر سکتے۔ یہ درست ہے کہ حکمران طبقے نے اس پارلیمنٹ کو اختیارات سے محروم کر رکھا ہے اور اس کی قراردادوں پر عملدرآمد نہیں ہوتا لیکن حکمرانوں کے جرائم کی سزا عوام کو دینا کہیں کا اسلام نہیں ہے۔ اگر یہ ریاست طاغوتی قوتوں کی آلہ کار ہے تو پھر آپ نے اس ریاست کے ساتھ مل کر افغانستان میں رومی فوج کے خلاف جہاد کیوں کیا؟ وہ جہاد تھا یا فساد؟

پریڈ لائن مسجد پر حملے سے اگلے روز کئی صحافیوں کو انور العلوقی کا ایک بیان بھیجوا یا گیا جس میں پاکستان، صومالیہ اور عرب ممالک کی افواج پر الزام لگایا گیا کہ یہ کافروں کی ساتھی ہیں اور ان فوجوں سے لڑنا نا اعلیٰ ترین جہاد ہے۔ انور العلوقی کی عمر 38 سال ہے۔ موصوف نے 11 ستمبر 2001ء سے قبل یعنی حکومت کے خرچ پر امریکہ کی کورلوڈیو نیورسٹی سے انجینئرنگ میں بی ایس سی کیا اور اس دوران ایک مقامی مسجد میں نماز پڑھاتے رہے۔ پھر یمن واپس آ گئے۔ اگست 2006ء میں القاعدہ سے تعلق کے الزام میں گرفتار ہوئے اور بدترین تشدد کا نشانہ بنے۔ دسمبر 2007ء میں رہائی کے بعد مسلم ممالک کی حکومتوں کے خلاف جہاد کا درس دیتے رہے اور مارچ 2009ء سے زیر زمین ہیں۔ پڑھے لکھے ضرور ہیں لیکن کسی مستند دینی ادارے کے فارغ التحصیل نہیں اور فتوے جاری کرنے کے مجاز بھی نہیں ہیں۔

اور اسرائیل کو ہوگی۔ انور العلوی کے کہنے پر پاکستانی قوم اپنی فوج کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئے۔ زیادہ خوشی بھارت اپنے حکمرانوں سے خوش نہیں، یا جن پر جیلوں میں تشدد ہوا یا جو پاکستان کے قبائلی علاقوں، افغانستان، کشمیر، فلسطین یا عراق میں بمباری کا نشانہ بنے۔ ان کے عزیز رشتہ دار مارے گئے اور اب یہ جہاد کے نام پر مسلمان فوجیوں اور ان کے بچوں کو مار رہے ہیں۔ حالیہ خودکش حملوں سے یہ تواضع ہے کہ طالبان اپنی جنگ جنوبی وزیرستان میں نہیں بلکہ پشاور، راولپنڈی، اسلام آباد اور دیگر شہروں میں لڑیں گے۔ یہ دعویٰ بھی غلط ثابت ہو گیا کہ جنوبی وزیرستان پر فوج کا کنٹرول قائم ہونے کے بعد خودکش حملے بند ہو جائیں گے۔ جنوبی وزیرستان کو مقبوضہ کشمیر بنانے کی سازش کا میاب ہو چکی ہے۔ اس سازش کا مقابلہ کرنے کیلئے حکومت کو اپنی حکمت عملی پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

قرآن پاک کی سورۃ النساء میں کہا گیا کہ جو شخص کسی مسلمان کو قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ یہ آیت طالبان اور فوج دونوں کیلئے قابل غور ہے۔ سورۃ الحجرات میں کہا گیا کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔ یہ آیت علمائے کرام کے لیے قابل غور ہے۔ صرف فتوے جاری کرنا کسی مسئلے کا حل نہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ تمام مکاتب فکر کے علماء اور اہم سیاسی جماعتوں کے ساتھ مل کر مروط حکمت عملی بنائے اور ایک ایسا مصالحتی گروہ بنانے پر غور کرے جو مسلمانوں کے دو گروہوں میں لڑائی بند کرانے کا راستہ تلاش کرے کیونکہ مسلمانوں کے کئی دشمن اس لڑائی سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ دفاعی وزیر داخلہ نے خودکش حملے کرنے والوں کو کرائے کے قاتل قرار دیا ہے۔ وہ قاتلوں کی مذمت تو کرتے ہیں لیکن ان کے کرائے ادا کرنے والوں کا نام کیوں نہیں لیتے؟

پاکستان میں دہشت گردی اسی وقت رکے گی جب ہم مساجد میں بچوں کو قتل کرنے والوں کی مذمت کے ساتھ ساتھ قبائلی علاقوں میں بے گناہ لوگوں کو مارنا بند کریں گے۔ ڈرون حملوں کے خلاف عملی طور پر اٹھ کھڑے ہوں اور غیر ملکی مداخلت مسترد کر دیں۔ ہم قرآن کی پکار سن لیں تو ہماری اندرونی لڑائی ختم ہو جائے گی لیکن خدا خواستہ ایسا نہ ہوا تو آپس میں لڑنے والے دونوں گروہ آخر کار بیرونی دشمن کے نشانے پر ہوں گے۔



مساجد کے مینار پر پابندی

اور ریفرنڈم

اشتیاق بیگ

سوئٹزر لینڈ میں لگے ان پوسٹر پر سوئس جینڈے پر ایک عورت کو حجاب پہنے اور مسجدوں کے میناروں کو میزائلوں کی شکل میں دکھایا گیا ہے۔ پوسٹر پر تحریر تھا کہ مسجدوں کے مینار اسلامائزیشن کی نشانی ہیں جس پر پابندی عائد کی جائے۔ یہ وہ پوسٹر تھا جو ریفرنڈم کی حامی جماعت سوئس پیپلز پارٹی نے ریفرنڈم سے قبل ملک بھر میں چسپاں کئے تھے میناروں پر پابندی لگانے والی جماعت نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ سوئٹزر لینڈ میں مسجدوں کے میناروں پر پابندی لگانا اس لئے ضروری ہے کہ مسجد کے مینار مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کا مظہر ہیں جو ایک دن سوئٹزر لینڈ کو اسلامی ریاست میں تبدیل کر سکتی ہے۔ سوئس حکومت نے کہا ہے کہ عوامی رائے کا احترام کیا جائے گا اور آئندہ مساجد کے میناروں کی تعمیر کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

سوئٹزر لینڈ میں گزشتہ دنوں ہونے والے ریفرنڈم کے نتیجے میں سوئٹزر لینڈ میں مساجد کے مینار تعمیر کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ ریفرنڈم میں تقریباً 27 لاکھ لوگوں نے حصہ لیا، جن میں 57 فیصد لوگوں نے مساجد کے میناروں کی تعمیر کے خلاف اور 43 فیصد لوگوں نے اس کے حق میں ووٹ دیئے۔ سوئٹزر لینڈ کی کل آبادی 5.7 ملین ہے، جس میں مسلمانوں کی تعداد 4 لاکھ ہے جو کل سوئس آبادی کا تقریباً 6 فیصد ہے۔ عیسائیت کے بعد اسلام سوئٹزر لینڈ کا دوسرا بڑا مذہب ہے اور مسلمانوں کی زیادہ تعداد کا تعلق ترکی اور یوگوسلاویہ سے ہے۔ سوئٹزر لینڈ میں قائم 160 مساجد میں صرف 3 مساجد کے مینار ہیں مگر ان میناروں پر اذان دینے کی اجازت نہیں۔ مذہبی ریفرنڈم کے اس فیصلے سے وہاں رہنے والے مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مساجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی کا فیصلہ مسلمانوں کے خلاف نفرت ظاہر کرتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ سوئٹزر لینڈ کے لوگوں کو مسلمانوں کا یہاں رہنا قبول نہیں۔

یہ پہلا موقع نہیں، اس سے قبل یورپ کے ایک اور ملک فرانس میں بھی مسلمان خواتین کے اسکارف پہننے پر پابندی عائد کی جا چکی ہے اور وہاں کی حکومت ایسا قانون بنانے پر غور کر رہی ہے جس کی رو سے مسلمان خواتین کے

بدعت پہلے پر پابندی ہوگی۔ اس کے علاوہ ائمہ اور سنیوں میں حضور اکرم ﷺ کے خلاف ایسے آہستہ آہستہ کی اشاعت، مسلمانوں کے ساتھ مغربی ممالک میں امتیازی سلوک، گرفتاریاں، چھاپے، اسکارف پر پابندی، سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین اور خاکوں کی اشاعت کرنے والوں کی حوصلہ افزائی جیسے واقعات ایک عرصے سے جاری ہیں اور یورپ کے ڈیڑھ کروڑ سے زائد مسلمانوں کو تعصب کا سامنا ہے۔

11 ستمبر کے بعد امریکی صدر بش نے یہ الفاظ کہے تھے کہ 11/9 کا حملہ دنیا کی تاریخ بدل دے گا۔ یہ جملہ ایک لحاظ سے سچ ثابت ہو رہا ہے۔ یورپ اور امریکا میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک ریسرچ کے مطابق اس وقت برطانیہ میں جان (Jhon) کے بعد سب سے زیادہ رکھا جانے والا نام ”محمد“ ہے۔ یورپ اور امریکا میں اس وقت قرآن پاک سب سے زیادہ ہدیہ کی جانے والی کتاب ہے۔ اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ اسلام مخالف پروپیگنڈے کی وجہ سے غیر مسلموں کے ذہنوں میں یہ تجسس پیدا ہوا کہ یہ کیسا مذہب ہے کہ اس کے ماننے والے اس پر اپنی جان نچھاور کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے؟ یہ تجسس انہیں قرآن پاک کے مطالعے کی طرف مائل کر گیا جس سے انہیں اسلام کو سمجھنے کا موقع ملا اور وہ اس کی ذریعہ تعلیمات سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے۔ اس کی واضح مثال گوانتا ناموبے جیل میں ایک امریکی سیکورٹی گارڈ ”ہولڈر بروکس“ جس کا اسلامی نام مصطفیٰ عبد اللہ ہے کی ڈیوٹی وہاں پر موجود مسلمان قیدیوں پر تشدد کرنے کے لیے لگائی گئی تھی، مگر اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر اس نے اسلام قبول لیا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جتنا آپ اسلام کے ماننے والوں پر تشدد کرو گے اتنا ہی وہ پھیلتا جائے گا اور یورپ اور امریکہ میں اسلام فوجیہ کی اصل وجہ یہی ہے۔

پرانے زمانے میں لوگوں کو نماز کے لیے بلانے میں مسجدوں کے میناروں کا بڑا اہم کردار تھا جس کی اونچائی پر کھڑے ہو کر مؤذن اذان دے کر لوگوں کو نماز کی دعوت دیا کرتے تھے مگر دور جدید میں نئی ٹیکنالوجی نے مینار کی ضرورت پوری کر دی ہے، یعنی مینار کے بغیر بھی لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے لوگوں تک اذان کی آواز پہنچا سکتے ہیں۔ اس لئے آج کے دور میں مینار مسجد کی تاریخی بناوٹ، اس کی شاخت اور علامت سمجھا جاتا ہے اور ایک مسجد بغیر مینار کے بھی مسجد ہی ہے۔ اگر مساجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی لگتی ہے تو اس سے مسلمانوں کے نماز پڑھنے میں کمی واقع نہیں ہوگی۔ اسلام مخالف لوگ شاید اس چیز سے ناواقف ہیں کہ مسجد اللہ کا گھر ہے جو ہر مسلمان کے دل میں موجود ہے اور میناروں پر پابندی عبادت کرنے والوں کو کم نہیں کر سکتی۔ مذہبی بنیاد پر ریفرنڈم کی حامی جماعت کو یہ خوش فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ مساجد کے میناروں پر پابندی لگا کر انہوں نے کوئی بہت بڑا محرکہ سر کر لیا ہے، کیونکہ اگر اسی

ذرائع جمع نبوت کتب مجلس فیض عالم مظہر نور خدا ناقصان راہ کمال کلام راہ ہما زلہ باد

طرح کار ریفرنڈم کسی بھی مسلم ملک میں کرایا جائے اور مسلمانوں سے یہ رائے لی جائے کہ کیا وہ دوسرے مذاہب کی عبادت گاہیں اپنے ملک میں بنانے کے حق میں ہیں تو ۱۰۰ فیصد مسلمانوں کا فیصلہ اس کی مخالفت میں ہوگا۔ اس کے باوجود اسلامی ممالک میں اقلیتوں کو ان کے طرز کی عبادت گاہوں میں مذہبی عبادت کی ادائیگی کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ یورپ ایک عرصے سے دایلا کر رہا ہے کہ مسلمانوں میں عدم برداشت کا مادہ پایا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو انتہا پسندوں کا لقب دینے والوں کو خود اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے۔ جس بیماری کا وہ وجود دوسروں میں ثابت کر رہے ہیں، دراصل وہ خود انتہا پسندی کی بیماری کا شکار ہیں۔ سوئٹزر لینڈ جو کبھی ایک سیکولر اور تمام مذاہب کے لئے ایک پرامن ملک سمجھا جاتا تھا، آج اس نے مذہبی ریفرنڈم کرا کے اپنے اس تشخص کی نفی کر دی ہے اور یہ ریفرنڈم اقلیتوں اور انسانی بنیادی حقوق کے منافی ہے۔ سوئٹزر لینڈ کا یہ اقدام تہذیبوں اور مذاہب کے مابین تصادم کا ایک نیا باب کھولنے کے مترادف ہے۔

اسلامی ممالک کی تنظیم (او آئی سی) جو 57 مسلمان ممالک پر مشتمل ہے اور ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم ہے کو چاہئے کہ وہ اپنے پلیٹ فارم سے سوئس حکومت سے مساجد کے میناروں پر پابندی کے فیصلے پر نظر ثانی کا مطالبہ کرے۔ اگر مساجد کے میناروں پر پابندی قائم رہتی ہے تو امیر عرب مسلمانوں اور ہمارے حکمران کو چاہیے کہ سوئس اکاؤنٹس میں رکھے تقریباً 400 ارب ڈالر نکال لیں اور سوئٹزر لینڈ میں چھٹیاں گزارنے سے اجتناب کریں۔ مینار پر پابندی محض ایک بہانہ اور ابتدا ہے، دراصل سوئس ووٹرز یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ مسلمان مساجد کے میناروں پر پابندی کو کس طرح لیتے ہیں۔ اگر آج اس پابندی کے خلاف آواز نہ اٹھائی گئی تو کل ایک اور ریفرنڈم کرا کے مساجد پر بھی پابندی عائد کی جاسکتی ہے۔



آئمہ و خطباء حضرات توجہ فرمائیں

حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی کی تمام آئمہ و خطباء سے پُر زور اپیل ہے کہ اپنے خطبہ جمعہ اور درس میں مسئلہ ختم نبوت اور رد قادیانیت کو زیادہ سے زیادہ موضوع بنائیں اور امت مسلمہ کے ایمان و ایقان کو محفوظ رکھنے کے لیے دینی، سیاسی اور سماجی محاذوں پر فدا یان ختم نبوت کے شانہ بشانہ بھرپور جدوجہد فرمائیں۔

ذرائع جمع نبوت کتب مجلس فیض عالم مظہر نور خدا ناقصان راہ کمال کلام راہ ہما زلہ باد



فقید العصر حضرت مولانا مفتی محمد امین فیصل آبادی کی پیدائش ۱۳ شہان ۱۳۳۳ھ ۲۷ فروری ۱۹۲۶ء بروز ہفتہ یکم غلام محمد راجپوت کے گھر نوازش آباد لاہور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے برادر اکبر مولانا محمد حنیف سے حاصل کی اور بعد ازاں درس حضرت میاں صاحب شرق پور شریف میں داخل ہو گئے۔ یہاں آپ نے محدث کبیر علامہ غلام رسول رضوی سے اکتساب فیض کیا۔ جب محدث اعظم پاکستان نے فیصل آباد میں درس و تدریس کا آغاز فرمایا تو مفتی صاحب کو آپ کا اولین شاگرد ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ حضرت محدث اعظم کو آپ پر اس قدر اعتماد تھا کہ انہوں نے آپ کو جامعہ رضویہ فیصل آباد کا پہلا باقاعدہ مفتی مقرر فرمایا۔ اس کے علاوہ جامعہ مسجد سنی رضوی کے اولین امام و خطیب ہونے کا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے۔

طریقت میں آپ نے پہلی بیعت حضرت میر مقبول الرسول اللہ شریف اور دوسری بیعت خواجہ بیگان حضرت خواجہ محمد صادق کے دست حق پرست پر فرمائی۔ آپ کو حضرت محدث اعظم اور حضرت خواجہ بیگان سے خلافت و اجازت بھی حاصل ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے بڑے جوش و خروش حصہ لیا اور قادیانیوں سے بایکٹ کے ضمن میں ”بایکٹ کی شرعی حیثیت“ کے عنوان سے تاویخ ساز فتویٰ جاری فرمایا۔ اسی فتوے کو قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی نے خود ممبران پارلیمنٹ میں تقسیم کیا۔ جب تک صحت کی جولانیوں نے ساتھ دیا آپ نے مرزائیت / قادیانیت کے خوب نیچے ادھر سے۔ اللہ رب العزت آپ کو صحت کاملہ نصیب فرمائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(العمر لله وحمده و(الصلوة والسلام) علی من لا نبی بعده وعلی آله و(اصحابہ الزکی) (الرفوف بالعباد اما بعد ! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ﴾ یعنی میرے نبی محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

اور سب سے آخری نبی ہیں۔

خاتم النبیین کا معنی سب سے آخری نبی یہ اصطلاحی اور شرعی معنی ہے۔ کچھ لوگ لغوی معنی لے کر دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو جی فلاں فلاں لغت کی کتاب میں خاتم کا معنی مہر ہے لہذا حضرت محمد ﷺ نبیوں کی مہر ہیں جس پر مہر لگا دیں وہ اللہ کا نبی ہوگا۔ یہ ایسا شیطانی چکر ہے جس سے سینکڑوں نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ ضروریات دین کے منکر ہو کر دوزخ کے حق دار بن گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی امت کو اس شیطانی چکر سے محفوظ رکھے۔ قانون یہ ہے کہ کسی لفظ کا لغوی معنی اسی وقت معتبر ہوگا جب اس کے مقابلہ میں شرعی معنی نہ ہو اور جہاں شرعی معنی موجود ہو وہاں لغوی معنی کا ہرگز ہرگز اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ اگر شرعی معنی چھوڑ کر لغوی معنی لیے جائیں گے تو بات کفر تک پہنچ جائے گی۔ جیسے کہ ارکان اربعہ یعنی نماز روزہ حج زکوٰۃ۔

پہلے ان کے لغوی معنی بیان کئے جاتے ہیں اور ساتھ ہی ان کے مقابلہ میں جو شرعی معنی ہیں وہ بیان کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔

● اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ﴿وَأَقِمْ وَ الصَّلَاةَ﴾ صلوٰۃ قائم کرو۔ صلوٰۃ کا لغوی معنی ہے دعا کرنا آگ تاپنا، لکڑی سیدی کرنا، سرین ہلانا وغیرہ لیکن صلوٰۃ کا شرعی معنی ہے ارکان مخصوصہ یعنی جسم پاک ہو جگہ پاک ہو اور وقت مخصوصہ کے اندر قیام رکوع سجود وغیرہ بجالانا۔

اگر کوئی شخص صلوٰۃ کا شرعی معنی چھوڑ کر لغوی معنی لے اور کہے کہ میں نے دعا کر دی ہے یا لکڑی سیدی کر دی ہے لہذا میں نے اقیمو الصلوٰۃ پر عمل کر لیا ہے۔ ایسا شخص اصطلاحی شرعی معنی چھوڑ کر لغوی معنی پر عمل کرنے کی وجہ سے ایک دینی ضروری امر کا منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہو جائے گا۔

● اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حید میں فرمایا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾ ایمان والو! تم پر صوم (روزہ) فرض کر دیا گیا ہے۔ صوم کا لغوی معنی ﴿امساک﴾ یعنی رک جانا اور شرعی معنی ہے صابق لے کر رات تک مضطرب ملاش (کھانا پینا، جماع کرنا) سے رکے رہنا۔

اگر کوئی شخص کہے کہ میں اس وقت کھانے پینے سے رکا ہوا ہوں خواہ ایک منٹ کے لیے ہو تو میں نے ﴿امساک﴾ صوم کیا ہے۔ لہذا ایسا شخص ایک دینی ضروری امر کا منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہو جائے گا۔

● اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ﴿وَأَتِمُّوا زَكَوٰتَكُمْ﴾ زکوٰۃ ادا کرو۔ زکوٰۃ کا لغوی معنی ہے پڑھنا

بڑھانا پاک کرنا اور شرعی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال میں سے کچھ نہ کھانا کہ وہ نصاب کو پہنچ جائے تو سال گزرنے کے بعد چالیسویں حصے کا کسی حق دار کو بغیر کسی معاوضہ کے مالک بنانا۔

اگر کوئی شخص اصطلاحی شرعی معنی چھوڑ کر لغوی معنی مراد لے اور کہے کہ میں نے اپنے مال کو بڑھا دیا ہے لہذا میں نے جو آتو الزکوۃ پر عمل کر لیا تو ایسا شخص ایک دینی ضروری امر کا منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہو جائے گا۔

● اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مِنْ اسْتِطَاعِ الْيَدِ﴾ سیلا ﴿اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں پر حج کرنا فرض ہے جس کے پاس استطاعت ہو۔ حج کا لغوی معنی ہے قصد کرنا ارادہ کرنا۔ حج کا اصطلاحی شرعی معنی ہے احرام باندھ کر حج کے دنوں میں مقامات مقدسہ پر حاضری دینا، تو ذوالحجہ کو عرفات میں قیام کرنا اور پھر طواف زیارت کرنا وغیرہ

اگر کوئی کہے کہ میں نے مکہ مکرمہ جانے کا قصد کر لیا ہے لہذا میں نے قرآن پاک کے حکم کی تعمیل کر لی ہے تو ایسا شخص ایک دینی ضروری امر کا منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہو جائے گا۔

● یوں ہی قرآن مجید میں ہے ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابْنًا أَحَدٍ مِنْ دَجَالٍ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ میرے رسول جن کا نام نامی محمد ﷺ ہے وہ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

یہاں بھی اگر کوئی شخص اصطلاحی شرعی معنی چھوڑ کر لغوی معنی لے اور کہے کہ خاتم کا معنی ہے مہر لہذا جس پر محمد رسول اللہ ﷺ کی مہر لگ جائے وہ نبی ہوگا۔ ایسا شخص ایک دینی ضروری امر کا منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہو جائے گا۔

لہذا مسلمان بھائیوں سے ایکل ہے کہ وہ اس قاعدہ و قانون کو پہچانیں اور اپنے ایمان ضائع نہ کریں یہیں بلکہ اپنے سچے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے معنی پر عمل پیرا ہو کر دوزخ سے بچ جائیں۔

﴿احادیث مبارکہ میں لفظ خاتم النبیین﴾

① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿انما خاتم النبیین لا نبی بعدی﴾ میں خاتم النبیین ہوں بایں معنی کہ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

② ﴿ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی﴾ بے شک رسالت اور نبوت ختم ہو گئی لہذا میرے بعد نہ تو کسی قسم کا رسول پیدا ہو سکتا ہے اور نہ نبی۔

③ ﴿كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی﴾ بنی اسرائیل کی سیاست اللہ تعالیٰ کے نبی کیا کرتے تھے اور جب کبھی کسی نبی کا وصال ہو جاتا تو اس کے بعد دوسرا نبی مبعوث ہو جاتا لیکن میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

④ سید العالمین ﷺ نے حیدر کرار مولیٰ علی شیر خدا ﷺ سے فرمایا ﴿ان انت منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبی بعدی﴾ اے پیارے علی! تو مجھ سے ایسے ہے جیسے کہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے مگر نہ تو میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

⑤ ﴿لا تقوم الساعة حتى ينبعث كذابون دجالون قریب من ثلاثین كلهم یزعم انی رسول الله وفي رواية یزعم انی نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی﴾ قیامت سے پہلے تقریباً تیس جھوٹے دجال باز ضرور پیدا ہوں گے ان میں سے ہر کوئی گمان کرے گا کہ میں اللہ کا رسول یا نبی ہوں مگر نہ تو میں خاتم النبیین ہوں بایں معنی کہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

اہل علم جانتے ہیں کہ احادیث مبارکہ میں لافنی جنس کا ہے اور اس "لا" کے تیز میں جب نکرہ آئے تو وہ مفید حصر ہوتا ہے اور مندرجہ بالا پانچوں احادیث مبارکہ میں لافنی جنس کا ہے جس سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ حبیب خدا سید الانبیاء ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ نہ تشریحی، نہ غیر تشریحی، نہ ظنی، نہ بروزی۔

الحمد للہ رب العالمین کہ صحابہ کرام کا متفقہ معنی خاتم النبیین کا آخری نبی ہے اور اس پر سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے۔ اگر اس معنی میں ذرا بھی شک ہوتی تو وہ مسئلہ کذاب کے ساتھ کبھی جنگ نہ کرتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہزاروں جانوں کا نذرانہ دے کر ثابت کر دیا کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے۔ پھر تابعین، تبع تابعین، ائمہ دین، اولیاء کاملین، علمائے راہبین کا بھی متفقہ فیصلہ یہی ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے۔

﴿چند اہم فتاویٰ﴾

● امام اعظم امام ابو حنیفہ کا فتویٰ

اماموں کے امام سے امام اعظم ابو حنیفہ قدس سرہ کا فتویٰ امام ابن حجر مکی نے الخیرات الحسان میں فرمایا ﴿انما خاتم النبیین﴾

فی زمنہ رضی اللہ عنہ رجل قال امهلونی حتی ائی بعدۃ قتلی من طلب یدہ علامۃ کفر لانہ بطلبہ ذالک مکذب لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی کہ اسے تاہم اعظم ابو حنیفہ قدس سرہ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اس نے کہا مجھے ہمارے دو کارکنوں کی نشانی نبی ہونے کی دکھاؤں۔ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا جو اس سے کہی طلب کرے گا وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ وہ نشانی طلب کرنے کے سبب رسول اکرم ﷺ کے اس قطعی ارشاد لا نبی بعدی کو بھٹا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے پاکباز کا برابر آئمہ کو جزائے خیر عطا کرے جو حق و باطل کے درمیان ایک مطبوعہ بند باندھ گئے ہیں جس سے ہزاروں کا ایمان بچ گیا۔ (فتاویٰ رضویہ)

● سیدنا امام غزالی کا فتویٰ

ان الامۃ فہمت من هذا الفظ انه الفهم عدم نبی بعده ابداء وعدم رسول بعده ابداء وانہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص ومن اولہ بتخصیص فکلامہ من النواع الہدیان لا یمنی الحکم بتکفیرہ لانہ مکذب لهذا النص الذی اجتمعت الامۃ علی انہ غیر مؤول ولا مخصوص کہے ساری امت نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ یہ لفظ بتا رہا ہے کہ رسول اکرم حضرت محمد ﷺ کے بعد کبھی بھی کوئی نبی نہ ہوگا اور کبھی بھی کوئی رسول نہ ہوگا اور ساری امت نے یہی مانا کہ اس لفظ میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔ جو کوئی کسی تاویل سے تخصیص کرے تو ایسے شخص کی بات محض بکواس ہے۔ ایسا شخص کافر ہے۔ اس کے حکم غلطی سے کوئی مانع نہیں ہے کیونکہ ایسا شخص اس نص کو بھٹا رہا ہے جس پر ساری امت کا اتفاق ہے کہ اس میں نہ تاویل ہے نہ تخصیص۔

● امام یوسف شافعی کا فتویٰ

من ادعی النبوة فی زماننا وصدق مدعیہا لہا او اعتقد نبیافی زمانہ ﷺ او قبلہ من لم یکن لیساً کفراً کہ جو شخص ہمارے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کرے یا دوسرے کسی مدعی نبوت کی تصدیق کرے یا سید العالمین ﷺ کے زمانے میں کسی کو نبی مانے یا رسول اللہ ﷺ سے پہلے کسی غیر نبی کو نبی مانے وہ کافر ہو جائے گا۔

● امام نسفی اور امام اسماعیل حقی کا فتویٰ

وصنف من الروافض قالوا ان الارض لا یخلو من نبی والنبوة صارت میراثا لعلی واولادہ وقال اهل السنة والجماعة لا نبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لقولہ تعالیٰ

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی ومن قال بعد نبینا نبی یکفر لانہ انکر النص وكذلك لو شک فیہ کہ رافضیوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ زمین نبی سے خالی نہیں ہوتی اور نبوت حضرت علی اور ان کی اولاد کے لیے میراث ہو گئی ہے۔ لیکن اہلسنت وجماعت نے فرمایا ہمارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میرے حبیب رسول ہیں اور سب سے آخری نبی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لا نبی بعدی کہ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا لہذا جو شخص نبی اکرم ﷺ کے علاوہ کسی کو نبی مانے وہ کافر ہے کیونکہ وہ قرآن مجید کی نص صریح کا منکر ہے۔ یوں ہی اگر کسی نے ختم نبوت میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔

● علامہ ابو شکور سہلی کا فتویٰ

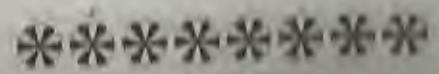
وقالت الروافض ان العالم لا یكون خالیاً من النبی قط وهذا کفر لان اللہ تعالیٰ قال وخاتم النبیین ومن ادعی النبوة فی زماننا فانہ یصور کافراً ومن طلب منہ المعجزات فانہ یصور کافراً لانہ شک فی النص کہ رافضی (ایک گروہ) کہتے ہیں دنیا نبی سے خالی نہ رہے گی اور یہ قول کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ فرماتا ہے وخاتم النبیین لہذا اب جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے اور جو ایسے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہے کیونکہ اس نے نص میں شک کیا۔

الحاصل اساطین اسلام علماء و مشائخ و محدثین کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ہمارے نبی رحمۃ للعالمین ﷺ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

واللہ اعلم بالصواب (العائف) جلد ۱ ص ۱۰۰ (العائف) جلد ۱ ص ۱۰۰ (العائف) جلد ۱ ص ۱۰۰

حوالہ جات

۱۔ سنن ابوداؤد	۲۔ جامع ترمذی	۳۔ صحیح بخاری
۴۔ ایضاً	۵۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم	۶۔ جزاء اللہ عددہ صفحہ: ۷۷
۷۔ ایضاً صفحہ: ۸۲	۸۔ ایضاً	۹۔ ایضاً صفحہ: ۸۵
	۱۰۔ ایضاً	



تھا کہ انبیاء سابقین میں سے کوئی نبی یا رسول موجود ہو سکتا ہے، ایسے میں میرے محبوب رسول کی نبوت و رسالت چونکہ نقطہ آغاز بھی ہے اور مرجہ۔ نظام بھی۔ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام درمیانی عرصے میں منصب نبوت کو نبھاتے رہیں گے مگر خلق میں اول اور ظہور میں آخر نبی کی آمد کے بعد سب نبیوں کا کام ختم ہو چکا ہوگا۔ اب صرف اسی میرے محبوب رسول کی نبوت و رسالت کا دور ہوگا جس نے سب انبیاء سابقین نبوتوں کی تصدیق بھی کرنی ہے اور منصب نبوت و رسالت کو عروج تک بھی پہنچانا ہے۔ اگر کوئی نبی ایسے مرحلے میں پایا بھی گیا تو اس کا کام صرف میرے محبوب رسول کی تائید اور حمایت اور اس پر ایمان لا کر اتباع کرنا ہوگا۔

اللہ کے اس نظام نبوت و رسالت میں نہ کوئی رخنہ اندازی گوارہ ہوگی اور نہ کوئی محنت و مشقت یا آرزو و تمنا کی بنیاد پر اس منصب کو پاسکے گا۔ نبوت و رسالت کی یہی حقیقت ہے جسے بعض لوگ نہیں سمجھ سکتے اور اس نظام کو پرانگندہ کرنے کے لئے نبی اور رسول ہونے کے دعوے کی جسارت کرتے رہے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ جس طرح اللہ کے محبوب و رسول ﷺ کی شریعت محفوظ ہے اس طرح کوئی شریعت محفوظ نہیں ہے۔ جس طرح یہ کامل اور جامع ہے اس طرح کوئی نبوت اور رسالت کامل اور جامع بھی نہ تھی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسی نبوت و رسالت کی موجودگی میں کسی آنے والے نے کیا کرنا ہے؟ کیا دینا ہے؟ یا کیا لینا ہے؟

مگر کیا کیا جائے ان حاسدین اور معاندین کا جو ہوا سرائیل کی بجائے ہوا سلطیل میں آخری نبوت کے نازل ہونے پر حسد اور مفاد میں جل اٹھے اور اس رسالت کے پیغام کو روکنے، نقصان پہنچانے اور محو کر دینے کی شیطانی جسارت میں جتنا ہو گئے۔ عہد نبوت اور عہد خلافت راشدہ میں ان حاسدین و معاندین نے جو فتنے اور فساد برپا کیے ان سے دنیا واقف ہے، بعد کی صدیوں میں بھی انہی عناصر نے لوگوں کو اکسا اکسا کر یا بھلا بھلا کر نبی بننے کی جسارت پر آمادہ کرتے رہے۔ بیسویں صدی میں بھی ان حاسدین و معاندین اور ان کے ہم نوا شیطانوں نے بعض لوگوں کو نبوت کا دعویٰ کرنے پر اکسایا مگر سب ناکام ہوئے۔ صرف ایک مرزا غلام احمد قادیانی انگریز کی سلطنت اور حمایت میں امت مسلمہ میں تفرقہ اور فساد ڈالنے پر تیار رہا۔ عجیب بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے کئی دعوے کیے۔ پہلے امام اور مجدد ہونے کا دعویٰ کیا پھر مہدی موعود اور مسیح موعود ہونے کے دعوے کئے اور بالآخر یہ پکارا اٹھے۔

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا

منم احمد و محمد کہ محبتی باشد

یوں سب کی نوجواں اتار کر اپنے سر پہ رکھنے کے ممکنہ خیر دعووں کا اعلان کیا۔ یہ بھی ایک انوکھی بات ہے کہ کسی

عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت

عالم اسلام کے معروف و مقبول صاحب فکر و دانش پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد ظہر صاحب اہل پاکستان کے لیے جانی پہچانی شخصیت کے حامل ہیں۔ پروفیسر صاحب کی زندگی کا اکثر حصہ درس و تدریس میں گزرا ہے۔ آپ اور نیشنل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور کے پرنسپل رہے ہیں اور ملک و بیرون ملک میں آپ کے ہزاروں شاگرد ملک و ملت کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ درجنوں طلباء نے آپ کی زیر نگرانی ڈاکٹریٹ (P.H.D) کی ڈگری حاصل کی ہے۔ اس وقت بھی آپ کی تعلیمی اداروں سے وابستہ ہیں اور وہاں طلباء کو ادب عربی میں اپنی خدمات سے مستفید فرما رہے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے درج ذیل مضمون میں مسئلہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کو بڑے احسن پیرائے میں بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

نبوت اور رسالت اللہ تعالیٰ کا ایک چھتلا، فیصل شدہ ازلی اور ابدی نظام ہے۔ انسانیت کی تخلیق کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے روز ازل ہی سے اس انسان جہول و زلول کی رہنمائی کا سامان بھی کر دیا تھا۔ ازل میں حضرت ربانی کی عجب محفل تھی۔ جب اللہ رب العزت نے ارواح انبیاء علیہم السلام کو اس ازلی مقدس مجلس میں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ تم سب میرے نبی اور رسول تو ہو گے، تمہیں اپنے اپنے وقت میں میرا پیغام حق اپنے اپنے اہلئے ہنس تک پہنچانا ہوگا۔ لیکن میری اس نبوت و رسالت کا نقطہ آغاز اور مرحلہ اختتام دونوں کا تعلق میرے محبوب نبی سے ہے۔ جس کے نور کو میں نے بہت پہلے تخلیق فرمایا اور جسے نور نبوت عام کرنے کے لئے سب سے آخر میں بھیجوں گا۔ میرے اس محبوب رسول کا منصبی فریضہ ہوگا کہ وہ میری ذات اور صفات کی صحیح پہچان کروائے گا۔ میرا پیغام حق صحیح طور پر انسانوں تک پہنچائے گا۔ مگر اس کا یہ کام بھی ہوگا کہ وہ میرے اس نظام نبوت و رسالت کی تصدیق اور تکمیل کے دونوں کام کرے گا۔

اس عدالت ازلی کا فیصلہ یہ تھا کہ ہر نبی کب اور کہاں آنا تھا یہ پہلے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا۔ اسے یہ بھی علم

نام نہاد نبی کے پیروکاروں نے اس کے مرنے کے بعد اس کی جگہ پر دوسرا نبی کا دعویٰ کیا لیکن مرزا صاحب کے پیروکار انوکھے تھے اور انوکھے ہیں یہ لوگ مرزا صاحب کی جگہ پر دوسرا نبی کا دعویٰ کرتے ہوئے ٹوپیاں اور لباس تلاش کرتے رہتے ہیں۔ کوئی اپنے مرنے والے اس بزرگ کے سر پر کفن کرتا ہے اور ان کی لباس اپنے ایرے غیروں کو پہنا دیتے ہیں۔ ان کی آرزو یہ ہے کہ کسی وقت سب کچھ ان کا اور ان کے مرزا صاحب کا ہو جائے وگرنہ مرنے کے بعد نبی کا نام بدلنے کا کیا تک ہے۔ لوگ شوق سے اپنے نام بدلنے کی باتیں کرتے ہیں اور اس کا سہرا اپنے مرنے ہوئے باپ یا دادا کا نام درست کر دینے کی شرمناک جسارت آج تک کسی نے نہیں کی مگر قادیانی اب "مرزا" اور "غلام" کے الفاظ حذف کر کے صرف احمد، یا احمد موعود یا مسیح موعود کے اسماء العقبہ کا کلمہ لگا کر اپنے آپ کو کہتے ہیں۔

اس گروہ کے لوگوں نے اپنے پرانے آقا کے ولی نعمت یعنی انگریز بہادر کا سہارا لے لیا ہے اور ان کی کوشش کی مگر انگریز کو اب اس کی ضرورت نہ تھی اس لئے یہ سہارا حاصل کرنے میں بری طرح ناکام ہوئے۔ البتہ گمراہی پھیلانے کے لئے حسب سابق مختلف گوشوں میں سرگرم رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی (قادیانی) اللہ کے محبوب و رسول ﷺ کے ازلی دشمنوں یعنی یہودیوں کا سہارا حاصل کرنے میں کافی حد تک کامیاب نظر آتے ہیں۔ یہودی روئے زمین سے اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کر دینے کی آرزو پالتے چلے آ رہے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کو بگاڑ کر دنیا کے انسانیت میں ان کے خلاف نفرت اور حقارت عام کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اب یہ قادیانی حضرات بھی ان کے ساتھ شامل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں مگر حشر دونوں کا وہی ہے جو چودہ صدیوں سے ہو رہا ہے۔ اب بھی الجہام کا رالہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی دین کو غالب کرنا ہے کسی گورے کالے کے گھڑے ہوئے و حکوسلے کو حسرت ناکام کے علاوہ کچھ ملنے والا نہیں۔

پروفیسر مغیث الدین شیخ

﴿صدر شعبہ بلاغیات، پنجاب یونیورسٹی﴾

ملت اسلامیہ سے جھٹک دیے جانے کے باوجود قادیانیت ایک ایسا ناسور ہے جو اپنے غلیظ عقائد و نظریات کے ماتھے پر اسلام کا لیل چپکائے رکھنے پر اصرار کرتا ہے۔ عالمی صیہونی تحریک کا آلہ کار یورپ کا تربیت یافتہ اور اسرائیل نوازیہ گروہ دراصل اپنے مغربی آقاؤں کے مخصوص مقاصد و مفادات کی خاطر امت مسلمہ کی بڑیں کھوکھلی کر لے کے لیے مسلمانوں سے علیحدہ ہونا نہیں چاہتا۔

﴿14 اگست 1989ء﴾

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور مبارک کی پہلی عظیم الشان فتح

امیر محترم حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی صاحب کے فرمان کے مطابق ماہنامہ العاقب میں نوخیز قلم کاروں کے لیے چند صفحات خاص کیے گئے ہیں۔ محمد ابو بکر رضا کی طرح تمام قارئین کو اس سلسلے میں طبع آزمائی کے لیے دعوت خاص ہے۔ محمد ابو بکر رضا جامعہ نظامیہ رضویہ کے فاضل اور علمی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ موصوف نے پہلی مرتبہ اپنے خیالات کو مربوط انداز میں ضبط تحریر کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے کیونکہ ہمارے آقا و مولیٰ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی خاص گائوں، بستی، قوم یا علاقے کے لیے رسول بن کر مبعوث نہیں ہوئے بلکہ آپ پوری دنیا کے لیے اور ہر زمانے کے لیے نبی بن کر تشریف لائے۔ خداوند قدوس نے نبی کریم ﷺ کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر مبعوث فرمایا۔ نبی غیب دان ﷺ نے اس دنیا میں تشریف لانے کے بعد یہ پیش گوئی ارشاد فرمائی کہ میرے بعد تمیں (۳۰) کذاب و دجال آئیں گے جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے۔

آج ہم اگر تاریخ کے اوراق پلٹیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ ان دجالوں میں سے اکثر نے اپنی باطنی خواہش کو لوگوں کے سامنے آشکارا کر دیا ہے۔ کذابین کی اس لسٹ میں سرفہرست جو نام نظر آتا ہے وہ مسیلہ بن حبیب کا ہے جو تاریخ میں مسیلہ کذاب کے نام سے مشہور ہوا۔ مسیلہ کذاب نے دور رسالت مآب میں ہی حضور اکرم ﷺ کی صداقت کو واضح کرنے کے لیے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا۔

میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دنیا میں ظاہری آخری ایام تھے جب مسیلہ کی خواہش کو لوگوں کے سامنے ظاہر ہوئی۔ مسیلہ کذاب میں بذات خود ایسی کوئی بات نہ تھی جو اس کی تقویت و تشہیر کا باعث بنتی البتہ اس کی قوت کا باعث اس کے قبیحہ و غلیظہ کا "نہار ارجال" نامی شخص تھا۔ یہ شخص مدینے میں آیا اور بظاہر اسلام قبول کیا۔ بعد میں صفہ یوں لڑائی میں رہ کر اسلامی احکامات سے آگاہی حاصل کرنے لگا جب وہاں سے سفر فرامغت

حاصل کی تو حضور ﷺ نے اسے اپنے قبیلے میں جا کر تبلیغ کرنے کا حکم فرمایا۔

جب مسیلہ نے اپنے حبش باطن کا اظہار کیا تو یہ بھی ارتداد کرتے ہوئے اس کے گروہ بد میں بطور مشیر شامل ہو گیا۔ اس کے جہنم میں استقرار و دوام کے لئے تو یہی عمل کافی تھا لیکن اس نے درجات جہنم کو بڑھانے کے لیے تم بالائے تم کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی طرف ایک جھوٹا قول منسوب کر دیا کہ حضور اکرمؐ نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ”مسیلہ میرے ساتھ نبوت میں شریک ہے۔“ (نعوذ باللہ من ذالک)

بنو حنیفہ کے لوگوں کے علم میں جب یہ بات آئی کہ ہمارا رجالؐ نبی کریم ﷺ کے قول کے مطابق اس کی نبوت کی تصدیق کر رہا ہے تو بنو حنیفہ کے سارے لوگ مسیلہ کا دعویٰ نبوت قبول کرنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک بھاری جمعیت مسیلہ کی تائید میں کھڑی ہو گئی۔

خلیفۃ الرسولؐ امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ کے دور خلافت میں مختلف بغاوتیں اور ارتدادی فتنے سراٹھارے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر ﷺ نے ان بغاوتوں اور ارتدادی فتنوں کی سرکوبی کے لئے عساکر اسلامیہ روانہ کئے۔ ان عساکر میں سے جو لشکر مسیلہ کذاب کی سرکوبی کے لیے یمامہ کی سرزمین کی طرف روانہ کیا گیا اس کی کمانڈر حضرت عکرمہ ﷺ بن ابی جہل کے ہاتھ میں تھی۔ سیدنا صدیق اکبر ﷺ نے حضرت عکرمہ ﷺ کے پیچھے ایک اور لشکر ان کی کمک اور مدد کے لیے حضرت شرجیل بن ابی حنیفہ ﷺ کی قیادت میں روانہ فرمایا۔ مسیلہ شاطر دماغ تھا چنانچہ اس نے دونوں لشکروں کو ملنے نہ دیا اور یکے بعد دیگرے دونوں سے ٹکر لے کر دونوں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے حضرت عکرمہ ﷺ کو کسی اور محاذ پر منتقل کر دیا اور حضرت شرجیل ﷺ کو حکم فرمایا کہ یمامہ کے قریب ہی پڑاؤ ڈال کر اگلے حکم کا انتظار کریں۔

چونکہ دو اسلامی لشکر مسیلہ کذاب کے بھاری بھر کم لشکر سے پسپائی اختیار کر چکے تھے اس لئے اب کسی عام سالار کو مسیلہ کے مقابلے میں روانہ کرنا درست نہ تھا۔ چنانچہ سیدنا صدیق اکبر ﷺ نے اس بار اللہ کی تلوار کو بے نیام کیا اور مسیلہ کے مقابلے میں سیف اللہ حضرت خالد بن ولید ﷺ کو یمامہ جانے کا حکم دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کو یقین تھا کہ یہ ایسی تلوار ہے جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے دشمن کا سر قلم کر دے گی اور اس کی قوت کا شیرازہ بکھیر دے گی۔

حضرت خالد بن ولید ﷺ نے اپنا لشکر ساتھ لیا اور طوفان کی طرح یمامہ کی طرف بڑھے۔ راستے سے حضرت

شرجیل ﷺ کے لشکر کو ساتھ لیا اور شیر کی طرح یمامہ پر جا چھپے۔ مسیلہ کا لشکر یمامہ کے علاقے عقریاء میں جمع تھا۔ حضرت خالد بن ولید ﷺ بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچے اور دونوں لشکروں نے اپنی صفیں سیدھی کر لیں۔

یہ دن تاریخ کا اہم ترین دن تھا کہ اہل اسلام اور متبعین یمامہ کا مقابلہ ہونے والا تھا۔ پورے عرب کی نظریں یمامہ کے میدان پر جمی ہوئی تھیں بلکہ ایران کے لوگ بھی بڑی بے صبری کے ساتھ اس جنگ کے نتیجے کا انتظار کر رہے تھے۔ مسیلہ کذاب کے لشکر کی اس یقین کے ساتھ میدان میں آئے تھے کہ فتح ان ہی کا مقدر ہے چاہے اس کے لیے انہیں اپنی جانیں کیوں نہ قربان کرنی پڑیں اس کے علاوہ انہیں اپنی عددی فوقیت پر بھی بڑا گھمنڈ تھا۔

دوسری طرف مسلمان اپنے گھربار چھوڑ کر کوسوں میل دور اس جذبے کے ساتھ آئے تھے کہ اللہ کے دین کی حفاظت ان کے لیے فرض عین ہے اور اس لشکر کی کمانڈ اس سالار کے ہاتھ تھی جس پر رسول خدا ﷺ کو فخر تھا اور جو بلا شبہ اس زمانے میں سالار اعظم تھا جس کا نام ہی دشمنوں کے چٹکے چھڑانے کے لیے کافی تھا۔

جنگ کے آغاز سے قبل ابن مسیلہ لشکریوں میں گھوم پھر کر ان کو غیرت دلا کر مورال بلند کرنے کے لیے پر جوش انداز میں باتیں کر رہا تھا اور ان الفاظ کے ساتھ ان کے جذبات ابھار رہا تھا کہ ”اے بنو حنیفہ! آج تمہاری غیرت کا امتحان ہے اگر تم شکست کھا گئے تو تمہاری عورتوں کو لوٹیاں بنالیا جائے گا“ تمہاری بیویوں کے نکاح زبردستی دوسروں سے کر دیے جائیں گے۔ اپنے حسب و نسب اور اپنی عورتوں کی عزت بچانے کے لیے مسلمانوں کو مار ڈالو۔“

دوسری طرف مسلمانوں میں یہ بحث چھڑ گئی کہ آیا مہاجرین و انصار بہادر ہیں یا اہل باد یہ (دیہاتی لوگ)۔ مہاجرین و انصار کا دعویٰ تھا کہ ہم باہر جنگ ہیں جبکہ بدوی کہتے کہ مکہ و مدینہ کے لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ جنگ کسے کہتے ہیں؟

جب جنگ کے طبل بجا دیے گئے تلواروں کو بے نیام کر لیا گیا اور جنگ کا آغاز ہو گیا تو اس فخر و مہابت کا نتیجہ بھی سامنے آ گیا کہ مسلمانوں کا وہ اتحاد جو دشمنوں کو ناکوں پہنے چبوا دیتا تھا وہ کمزور پڑ چکا تھا۔ اس وجہ سے بنو حنیفہ کچھ دیر کے لیے اپنا پلہ بھاری کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ مسلمان اپنی صفوں میں پیچھے ہٹتے چلے گئے اور مسیلہ کذاب کے لشکر کی فتح و کامرانی کے نشے میں مست آگے بڑھتے برہتے مسلمانوں کے خیموں تک پہنچ گئے۔

پیچھے ہٹنے اور کے باوجود مسلمانوں نے اس پہلے پہلے میں مسیلہ کذاب کے سینکڑوں آدمیوں کو قتل کر دیا۔ ان قتل ہونے والوں میں سب سے پہلا مقتول وہی ہمارا رجال تھا جس نے فتنہ مسیلہ کو تقویت دی تھی۔ اس مردود کو واصل

جہنم کرنے کی سعادت خلیفہ دوم حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی۔

مسلمانوں کی وقتی پسپائی کے باوجود حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے عزم و استقلال میں کمی آئی نہ ان کے دل میں شکست کا خیال پیدا ہوا۔ انہوں نے بھانپ لیا کہ اس وقتی پسپائی کی وجہ وہی بیان بازی اور تفاخر ہے جو مسلمانوں کے دیگر وہوں میں پیدا ہو چکا تھا۔ اس موقع پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جنگی مہارت و فراست نے کام دکھایا۔ آپ نے اعلان کر دیا کہ: ”مسلمانو! علیحدہ علیحدہ ہو کر جنگ کرو تا کہ معلوم ہو جائے کہ کس قبیلے نے زیادہ بہادری کا مظاہرہ کیا ہے۔“

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی اس حکمت عملی کا اثر تھا کہ مسلمانوں نے اس کارِ خیر میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کے لیے اور مسیلہ کذاب کے لشکر کو زیر کرنے کے لیے پہلے سے کہیں زیادہ جوش و خروش سے حملے کیے اور گروہ مسیلہ کو بتا دیا کہ ابھی تک کوئی مائی کا صل پیدا نہیں ہوا جو محمد عربی رضی اللہ عنہ کے غلاموں کو شکست دے سکے۔

انصارِ مدینہ کے ایک سردار حضرت قیس بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کفار کی طرف منہ کر کے کہا کہ جس کی یہ عبادت کرتے ہیں میں اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے ایسا پُر جوش حملہ کیا کہ کئی دشمنانِ خدا واصل جہنم ہوئے۔ حضرت قیس بن ثابت رضی اللہ عنہ ایسا لڑے کہ ان کے جسم کا شاید ہی کوئی ایسا حصہ ہو جہاں پر زخم نہ لگا ہو چنانچہ آپ جان بازی سے لڑتے لڑتے اور فرشتوں سے دادِ تحسین وصول کرتے جامِ شہادت نوش فرما گئے۔

اسی طرح صنادیدِ عرب (عرب قبائل) میں سے ایک بہادر حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے جب مسلمانوں کو کمزور پڑتے دیکھا تو کوہِ تیزی سے ان کے سامنے آئے اور باوازا بلند پکارے ”میں براء بن مالک ہوں مسلمانو! میری پیروی کرو“ آپ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو لے کر دشمنوں سے ایسا جہاد کیا کہ ان کو ان کے اصلی مقام پر لا کھڑا کیا۔

دورانِ جنگ تیز آمدی چلنے لگی جس کی وجہ سے ریت اُڑ اُڑ کر مسلمانوں کی آنکھوں میں پڑنے لگی اور جنگ کو جاری رکھنا دشوار لگنے لگا۔ لوگوں نے اس کا ذکر حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ: ”مسلمانو! نظریں نیچی کر لو اور ثابت قدمی سے لڑو۔“ پھر خداوندِ قدوس کی قسم اٹھاتے ہوئے کہا: ”واللہ! میں آج اس وقت تک کسی سے کلام نہیں کروں گا جب تک فتح حاصل نہ ہو جائے یا مجھے شہادت کا رتبہ نہ مل جائے۔“ پھر آپ بے جگری سے لڑے اور بیسیوں مرد و دوں کا خاتمہ کیا یہاں تک کہ خود رتبہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

تمام مسلمانوں نے اسی طرح جوش و خروش سے لڑنے کا عزم کیا اور شجاعت و بہادری کے لیے بابِ میلہ تاریخ میں رقم کیے کہ دنیا کی نظریں ادب سے جھک گئیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے کانوں میں جب یہ بلند و بالا پُر جوش آوازیں گونجیں تو انہیں اپنی فتح کا کامل یقین ہو گیا لیکن وہ چاہتے تھے کہ فتح کا حصول حتی الامکان جلد ہو جائے تاکہ زیادہ خون خرابہ نہ ہو۔ میدانِ جنگ کا جائزہ لینے پر آپ کو نظر آیا کہ بنو حنیفہ کے لوگ مسیلہ کذاب کے گرد منڈلا رہے ہیں اور اس کی حفاظت اپنی جان سے بھی بڑھ کر رہے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مسلمانوں کی فتح و کامرانی کا راز اور اس جنگی آپریشن کا انتقام مسیلہ کذاب کی موت پر ہے چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر مسیلہ کے محافظین پر حملہ آور ہوئے۔ ادھر مسیلہ کے محافظوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو نشانہ بنا کر آپ پر تار توتڑ حملے شروع کر دیے۔ آپ ان کے بس میں کہاں آتے، انہا جو بھی آپ کے سامنے آتا پناہ نہ کٹا بیٹھتا۔

مسیلہ کذاب نے جب دیکھا کہ اس کے حواریوں کی تعداد بسرعت کم ہوتی جا رہی ہے اور مسلمان تیزی سے ان کو قتل کیے جا رہے ہیں تو اس نے خود حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آنے کا ارادہ کیا لیکن معاذِ خیال آیا کہ اگر مقابلہ کیا تو لا محالہ مارا جاؤں گا۔ مسیلہ اسی پریشانی میں تھا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھیوں پر ایک زوردار حملہ کیا تو وہ چلا کر اپنے گرد مسیلہ کذاب کو بولے کہ: ”آپ کے وہ وعدے جو آپ نے اپنی فتح کے متعلق کیے تھے کہاں گئے؟“ اس وقت تک مسیلہ کذاب کا حوصلہ جواب دے چکا تھا اور اس نے میدانِ جنگ سے فرار کا عزمِ مصمم کرتے ہوئے اپنی قوم سے کہا: ”اپنے حسب و نسب کے لیے لڑتے رہو“ اور خود مسیلہ بھاگ گیا۔

اب بنو حنیفہ میں اتنا دمِ غم کہاں تھا کہ ان کا سردار مسیلہ کذاب ان کو مسلمانوں کی تلواروں کے سپرد کر کے راہِ فرار اختیار کر چکا تھا چنانچہ انہوں نے بھی میدانِ جنگ سے پیٹھ دکھانی شروع کر دی۔ اس وقت بنو حنیفہ کے ایک حاضر و ماغ اور بہادر سردار حکم بن طفیل نے پکار کر کہا: ”بنو حنیفہ! باغ میں داخل ہو جاؤ۔“ چنانچہ سارے بھاگنے والوں کا رخ باغ کی طرف ہو گیا۔ جس باغ میں مسیلہ کذاب چلا گیا تھا اسی باغ میں اس کے سارے چلے ہی گئے۔

حکم بن طفیل آپ چند ساتھیوں کو لے کر مسلمانوں کے مقابلے میں آ گیا تاکہ مسلمان بھاگنے والوں کا

تعاقب نہ کر سکیں چنانچہ لڑتے لڑتے مسلمانوں نے اسے بھی اس کے ساتھیوں سمیت جہنم واصل دیا۔

مراؤں نے مکمل فتح کے حصول کے لیے اس باغ کا محاصرہ کر لیا جس میں بنو حنیفہ اور مسیلہ کذاب چھپ چکے تھے۔ یہ اصل و عریض باغ مسیلہ کذاب کی ملکیت تھا اور قلعوں کی طرح اس کے چاروں طرف مضبوط دیواریں تھیں۔ ان کی کوشش کے باوجود مسلمان باغ کی دیواروں میں کوئی ایسی جگہ تلاش نہ کر سکے جہاں سے وہ باغ میں داخل ہو کر اپنی فتح کو یقینی بنا سکیں۔ آخر کار وہ بنی براء بن مالک رضی اللہ عنہ جو پہلے دو تحسین وصول کر چکے تھے آگے بڑھے اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ: ”مجھے باغ کے اندر پھینک دو، میں دروازہ کھول دوں گا“ لیکن مسلمان کہاں راضی ہو سکتے تھے کہ ان کے ایک نڈر اور بے باک ساتھی کو دشمنوں کے ہاتھوں کوئی گزند پہنچے۔ مگر حضرت براء رضی اللہ عنہ نے اصرار کرنا شروع کر دیا اور کہنے لگے ”میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے باغ کے اندر پھینک دو“۔

اب مسلمانوں نے قسم کی وجہ سے مجبور ہو کر ان کو دیوار پر چڑھا دیا۔ دیوار پر چڑھ کر حضرت براء رضی اللہ عنہ نے جب دوسری طرف جھانکا تو ٹھٹھکے لیکن پھر اللہ کا نام لے کر دوسری طرف کو پڑے اور دشمنان رسول ﷺ سے دو دو ہاتھ کرتے، دائیں بائیں اُن کو مارتے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔ آپ بیسیوں آدمیوں کو واصل جہنم کرنے کے بعد دروازے پر پہنچے اور بڑی پھرتی سے دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔

مسلمان جو دروازہ کھلنے کے ہی منتظر تھے دروازہ کھلتے ہی اندر داخل ہو گئے۔ اب گاجر مولیٰ کی طرح نبی کریم ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کے پیروکاروں کے سر کٹنے لگے۔ بنو حنیفہ نے جرأت و بہادری کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی لیکن ان کی ایک نہ چلی۔

حضرت وحشی رحمۃ اللہ علیہ جن سے جنگ اُحد میں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا جرم سرزد ہوا تھا اور پھر فتح مکہ کے موقع پر بصورت قبول اسلام اس جرم سے معافی کا پروانہ ملا تھا اس جنگ میں مجاہدین کی صف میں شامل تھے۔ انہوں نے مسیلہ کذاب کو دیکھا تو اپنا خطرناک ہتھیار چھوٹا سنا جسے وہ ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے تاکہ کرمسیلہ کذاب کو مارا جو سیدھا اس کے سینے میں جا کر پیوست ہو گیا۔ اسی وقت ایک انصاری صحابی نے بھی اپنی تلوار کا وار مسیلہ کذاب پر کیا۔ ان دونوں ضربوں نے اس دھرتی کو مسیلہ کذاب کے ناپاک وجود سے پاک کر کے اسے جہنم کی راہ دکھا دی۔

جنگ کے بعد اکثر حضرت وحشی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ معلوم نہیں میلہ کو کس نے قتل کیا لیکن اگر میلہ کو دوبارہ زندگی ملتی تو وہ یہی کہتا کہ مجھے اس سیاہ فام غلام نے قتل کیا ہے۔

جب یوحنا نے میل کی دھڑکی کی کہ وہ پہلے ہی جا رہے تھے بالکل جواب دے گئے۔
ان میں سے جس کا جہیز تھا وہ اسی طرح ہمارا کیا۔ خوب میں اس سے پہلے اسی کو زبردستی کسی نہ کوئی تھی۔ اس
باغ کا نام جنگ سے پہلے بڑے حیدر علی مراد حسن کے تھا لیکن جنگ کے بعد بڑے حیدر علی مراد حسن کے پڑ گیا۔

بارغ کا معرکہ ختم ہونے پر حضرت خالدؓ نے چار اطراف میں اپنے فوجی دستوں کو روانہ کیا تاکہ جو لوگ بارغ سے بھاگے ان کو اس دنیا سے ہٹا کر میلہ کذاب کے پاس پہنچا دیا جائے۔ جب جنگ ختم ہوئی تو ایک قبیلے کے درویشوں نے بارغ کی لاش بھی پہچان لی تھی۔ اس کی لاش کو دیکھ کر حضرت خالدؓ نے ارشاد فرمایا کہ ”یہ وہ شخص جس نے ہمیں گمراہ کر کے ایک عظیم فتنہ برپا کر دیا؟“۔

یہ جنگ تاریخ میں "جنگ بھاد" کے نام سے مشہور ہوئی اور عقیدہ شتم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے لڑا گیا جانتے تو یہ پہلی عظیم الشان فتح تھی جو مسلمانوں کو ملی۔ اس جنگ میں میلہ کا آدھے سے زیادہ لشکر اس کے ساتھ سوانہا کو چھوڑ گیا جس کی تعداد اکیس ہزار (21000) کے قریب ہے۔

مسئلہ کذاب کی سرکوبی کے لیے اس عظیم الشان مہم میں تقریباً 1200 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مرتبہ شہادت حاصل کیا۔ ان میں سے 370 مہاجرین، 300 انصار مدینہ اور باقی مختلف قبائل کے لوگ تھے۔ ان شہداء میں تقریباً 700 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حفاظ تھے جن کی شہادت سے مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا۔

اس جنگ میں بھونے نبی کو اس کے باطل دعوے کے ساتھ مٹی میں ملا دیا گیا۔ تاریخ کا جائزہ لیں تو یہ بات ماننے آتی ہے کہ جس ولد الحرام نے بھی نبی کریم ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والوں کی ناپاک لڑی کا حصہ بننے کی کوشش کی اس کو مع اس کے قبیحین اس کے ازلی ٹھکانہ جہنم میں پہنچا دیا گیا۔ ان وقتوں میں مسلم حکمران برسرِ اقتدار تھے جن کے دلوں میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع جل رہی تھی لیکن قادیانیوں کا نبی مرزا گاما کا نا اُس وقت کی انگریز حکومت کی ملی بھگت سے نبوت کی خود ساختہ کرسی پر براجمان ہوا تھا۔ اسی لیے اس فتنے پر قابو نہ پایا جاسکا اور وہ اپنے اطلِ عقائد و نظریات اور مذموم سرگرمیوں کی وجہ سے اسلام میں ایک ناسور کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ رب ذوالجلال سے عاجزانہ التجاء ہے کہ وہ ہمیں کوئی ایسا صالح حکمران عطا کرے جو قادیانیوں سمیت تمام باطل فتنوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے اور اس دھرتی کو ان کے ناپاک وجود سے پاک فرمائے۔ (حکیم، بیجا، (الآخر للایمان) والسر میں) ﷺ





مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی دارالعلوم علیہ جہد اشاہ ہستی انڈیا کے صدر مدرس اور معروف مقرر ہیں۔ رد قادیانیت کے ضمن میں آپ کی کتاب ”قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت“ کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کتاب میں فتنہ قادیانیت کی تاریخ و عقائد اور اس کے انسداد کے لیے کی گئی جدوجہد کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔

یہود و نصاریٰ اپنے تمام تر آپسی شقاق و نفاق اور اختلاف کے باوجود ہمیشہ سے دین اسلام، پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کے مخالف و دشمن رہے ہیں اور رفتی دنیا تک ان کی دشمنی جاری رہے گی۔ اسلام کے استیصال اور مسلمانوں کے خلاف ان کی خفیہ اور ظاہری ریشہ و انیاں جگ ظاہر ہیں جو ہجرت مدینہ کے بعد ہی شروع ہو گئی تھیں۔

شروع سے ہی ان دونوں طاقتوں نے اپنے مقصد کے لیے کئی طریقے اپنائے۔

① اسلام دشمن طاقتوں کو اسلام کے خلاف ہر ممکن امداد و تعاون کیا۔

② منافقین کی شکل میں مسلمانوں کی صفوں میں خارجی ایجنٹ داخل کروئے۔

③ مسلمانوں کے اندر اعتقادی کشمکش اور تذبذب پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

④ مال و زر اور منصب و اقتدار کا لالچ دے کر خود مسلمانوں کے اندر ہی سے مسلمانوں کے بھیس میں اسلامی اعتقاد و اتحاد کے خلاف سازشیں رچنے والے افراد اور فرقے پیدا کیے اور ان کے پھر پور حوصلہ افزائی و پشت پناہی کی اور انہیں مادی و معنوی تعاون دیتے رہے جس کی وجہ مسلمانوں میں قرون اولیٰ ہی سے نئے نئے فرقے پیدا ہوتے رہے جیسے مرجئیہ، شیعہ، معتزلہ وغیرہ اور پھر بعد میں سبائیت، وہابیت، دیوبندیت، قادیانیت، منچریت وغیرہ۔

اسی سازش کے نتیجے میں دور نبوت ہی میں جھوٹے مدعیان نبوت، مسلمانوں کو کذاب، سونہنی اور سحاح بنت حارث (ایک عورت) نے نبوت کے بندہ و رازے میں سیندھ مارنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد سے تا حال یہ سلسلہ جاری ہے اور آئندہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ حدیث کی روشنی میں تیس کی تعداد پوری نہیں ہو جائے گی۔ حضور

رخاتم الانبیاء ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ”والله سبحانه وتعالى أعلم“ ”جنگ کی ابتدا میں ہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے اپنے کو نبی کہے گا جب کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نہیں“۔

حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بالخصوص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت معاذ بن جبل، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہر وقت اللہ و اس کے ان والی دشمنان دین کی سخت سرکوبی فرمائی۔ دور نبوت کے بعد دور رسالت میں اللہ کے رسول کے بعد وہ لوگ جو اللہ کے رسول کے بعد بھی تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا۔ اسی دمرے میں ایک نام کار قادیانی کا بھی ہے جس کی سرکوبی حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔

خلافت راشدہ کے بعد بھی کچھ لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ائمہ اربعہ اور دعوئے نبوت کی وجہ سے انہیں اس زمانے کے مسلم حکمرانوں اور علماء و مشائخ نے خارج از اسلام قرار دینے کے ساتھ ساتھ گرفتار کر کے سزائے موت دی اور اسلام اور مسلمانوں کو ان کے شر سے بچایا۔ اموی خلیفہ عبدالملک کے دور میں حارث نام کے ایک شخص نے اور عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں بھی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

1900ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کی سازش اور منصوبے سے قادیان، بھارت پنجاب میں تدریجاً بڑی ہوشیاری سے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔

مرزا نے تقریباً چوبیس سال کی عمر میں انگریزی حکومت کے ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے آفس میں چند روپے ماہوار تنخواہ پر بحیثیت کلرک نوکری شروع کی اور اس طرح اس نے تاج برطانیہ کا قرب حاصل کیا اور انگریز سامراج نے مرزا کو اپنے مطلب کا آدمی پا کر مسلمانوں میں افتراق و انتشار کے لیے خوب استعمال کیا۔

پہلے اس نے آریوں اور پادریوں کے خلاف مناظر و مصلح کی حیثیت سے کام شروع کیا، جس سے خواص و عوام کا ایک حلقہ متاثر ہوا پھر ملہم و مجدد ہونے کا دعویٰ کیا 1888ء میں مہدی موعود بنا پھر 1890ء میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا اور مثیل مسیح بنا اور پھر غلطی و پروپیگنڈا اور غیر تشریفاتی نبی اور پھر عین نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ حتمی قادیان، مرزا قادیانی 28 مئی 1908ء میں اچانک سینے میں مبتلا ہو کر لاہور میں پاخانہ کے اندر مر گیا اور قادیان میں دفنایا گیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی قیادت میں فتنہ قادیانیت نے بہت سے عوام کے ساتھ پڑھے لکھے کچھ خواص کو بھی متاثر کیا۔ اس کی سب سے بڑی کتاب ”حاجن احمد“ شائع ہوئی تو غیر مقلد مولوی محمد حسین دہلوی نے اس کی تحریف

کی اور اس کے حق میں طرف دارانہ تبصرہ اور دفاع کیا، حتیٰ کہ مرزا قادیانی اسی محمد حسین جالوی کی مسجد میں لاہور کے اندر کافی دنوں تک مہمان بھی رہا۔

اہل حق علماء اہلسنت نے اس کی پہلی کتاب براہین احمدیہ کی اشاعت سے مرزا کے اگلے منصوبوں کی بدبو محسوس کر لی اور اس کی مخالفت اور تعاقب کے لیے کمر بستہ ہونے لگے۔ ان میں سرفہرست حضرت مولانا غلام دغیر قصوری، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، حجت الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی، قاتح قادیانیت حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، متوفی مولانا پیر سید جماعت علی شاہ، پروفیسر الیاس برنی قادری، مولانا کریم الدین دبیر، مولانا محمد حسن فیضی، مبلغ اسلام علامہ عبدالمعین میرٹھی صدیقی علیہم الرحمۃ ہیں۔

پیر سید مہر علی شاہ صاحب کوان کے پیر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کی سرکوبی کی مہم پر لگایا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ نے اس کے خلاف رائے عامہ، ہمواری اور دیگر علماء کو لے کر دورے کیے آپ کی تحریک سے مرزا بوکھلا اٹھا اور گلی گلوچ پر اتر آیا۔ 1899ء میں آپ نے رو قادیانیت میں ”شمس الہدایہ“ نامی کتاب لکھ کر حیات مسیح پر زبردست دلائل قائم فرما کر اس کی دجیاں بکھیر دیں، جس سے بوکھلا کر مرزا قادیانی نے شاہ صاحب کو عربی تفسیر نویسی کا چیلنج دے دیا۔ شاہ صاحب چیلنج قبول کر کے مقررہ تاریخ 25 اگست 1900ء سے ایک دن پہلے ہی لاہور پہنچ گئے لیکن مرزا سامنے نہیں آیا بلکہ اس نے یہ جھوٹا اشتہار چسپاں کر دیا کہ پیر مہر علی شاہ فرار ہو گئے ہیں۔ اس موقع پر لاہور میں مسلمانوں کا غیر معمولی ازدحام ہوا تھا۔ لوگ لاہور میں شاہ صاحب کی موجودگی اور مرزا کی عدم موجودگی سے حیران رہ گئے اور جشن فتح میں علماء و مشائخ کی تقریروں سے بھی مرزا کے مکر و فریب کا پردہ چاک ہوا اور بہت سے لوگوں نے قادیانیت سے توبہ کر لی۔ اس کے علاوہ وہ سادہ لوح لوگ جو مرزا کی اصلیت کا علم کم رکھتے تھے حقیقت سے آگاہ ہو کر اس پستے ہوئے فتنے سے دور و نفور ہو گئے۔

شاہ صاحب نے مرزا کی عربی تفسیر اعجاز المسیح کے جواب میں 1902ء میں ”سیف چشتیانی“ تحریر فرمائی اور مرزا کی عربی دانی کی قلبی کھول دی اور اس کے دعوؤں کی دجیاں بکھیر دیں۔

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نے 1908ء میں بمقام لاہور مرزا کو مہالہ کی دعوت دی لیکن مرزا نے انکار کر دیا آپ نے انکار ہونے پر سرعام مرزا کی جہرت ناک موت کی پیش گوئی فرمائی جو اسی سال مرزا کی پاخانے میں موت کی شکل میں صحیح ثابت ہوئی۔

چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ متوفی 1921ء نے اپنے فرض

منصوبی تجدید و احیائے دین اور سرکوبی اعدائے دین کی ادا ہو گئی کرتے ہوئے قادیانیت کا بھرپور رد و ابطال اور زبردست تنقید و تعاقب کر کے قادیانیت کا خرابی شیش محل پور پور کر دیا۔ رد و ہدایت کے ساتھ رو قادیانیت میں بھی آپ کا کارنامہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔ آپ کے کام کی قدروانی آپ کے حریف وہابی بھی کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اس سلسلے میں آپ نے پانچ رسالے تصنیف فرمائے۔ ① جزاء اللہ علوہ بابا لہ ختم النبوة (ختم نبوت کے انکار پر دشمن خدا کو خدا کی سزا) 1317ھ ② السوء والعقاب علی المسیح الدجال (جھوٹے مسیح پر وبال اور عذاب) 1320ھ ③ لہر الدیان علی المرتد بقادیان (قادیانی مرتد پر قہر خداوندی) 1323ھ ④ المبین ختم النبیین (ختم نبوت بیان کرنے والا رسالہ) 1326ھ ⑤ الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی (قادیانی مرتد پر خدائی تلوار) 1340ھ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے بڑے صاحب زادے حجت الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمۃ نے قادیانیت کے رو میں ⑥ المصارم الربانی لکھی اور ان کے نامور خلیفہ مبلغ اسلام علامہ عبدالمعین میرٹھی نے جو مرزائی حقیقت کا اظہار کیا لکھی۔

قادیانیت کی نشو و نما سے آج تک علماء و مشائخ علمی و سیاسی ہتھیاروں سے لیس ہو کر مرزائی فتنے کے استیصال اور تحفظ ختم نبوت کی تحریک میں برابر سرگرم عمل رہے۔ تاریخی اعتبار سے ان علماء کی سرگرمیوں کو چار ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا دور 1890ء سے 1947ء تک۔ دوسرا دور 1947ء سے 1953ء تک۔ تیسرا دور 1953ء سے 1974ء تک اور چوتھا دور 1974ء سے تاحال۔

تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوسرے دور 1947ء میں تقسیم ہند کا سانحہ پیش آیا اور ایک نیا مسلم ملک پاکستان وجود میں آیا۔ قادیان تو بھارت کا ہی حصہ رہا مگر چونکہ قادیانی اثرات زیادہ تر پاکستان میں تھے اسی لیے قادیانی مرکز پاکستانی پنجاب کے مقام ”ریوہ“ میں قائم ہوا۔ پاکستان بنا تو پاکستانی حکومت میں بہت سے قادیانی بھی گھس آئے حتیٰ کہ خواجہ ناظم الدین کے دور وزارت عظمیٰ میں وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی رہ چکا ہے۔ اب قادیانی، حکومت کی مشینری کا حصہ بن کر قادیانیت کی جڑیں مضبوط کرنے میں لگ گئے اور جب خطرناکی حد سے بڑھنے لگی تو سارے فرقوں کے علماء کو اس فتنے کے سد باب کی فکر ہوئی۔

1953ء میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی جس میں حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی، مولانا ابوالحسنات قادری، مولانا عبدالستار خاں لاری، مولانا عبدالحامد الہی، علیہم الرحمۃ وغیرہ نے بنیادی کردار ادا کیا۔ ان حضرات نے سیاسی



﴿قادیانی و بہائی کے ساتھ سنی عورت کا نکاح﴾

﴿استفتاء﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص پہلے قادیانی تھا اب قادیانی ہونے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں بہائی ہوں یعنی بہاء اللہ کا معتقد اور اس کے مذہب پر ہوں۔ بہاء اللہ وہ شخص ہے جس کی نسبت اخبار وغیرہ میں لکھا ہے اور بہت مشہور ہے کہ وہ مدعی نبوت تھا جس کا زمانہ عنقریب گزرا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسلمہ سنیہ حنفیہ سیدانی لڑکی کا نکاح شخص مذکور سے شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ بیوا تو ہوا

المستفتی

مفتی محمد حمید

نور جمیع معجم و بی ۱۳۵۸ھ

﴿الجواب بعون الملک الوہاب﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم و الحمد لله رب العالمین و الصلوٰۃ علیٰ رسولہ الکریم

مرزا قادیانی کی نبوت کا قائل ختم نبوت کے معنی متواترہ کا منکر اور اس وجہ سے کافر ہے۔ اب اگر بہائی ہو گیا تو اس وجہ سے اس کا کفر اٹھ نہ گیا۔ جب تک کہ وہ اپنے کفر سے توبہ نہ کرے اور ختم نبوت کے معنی متواترہ کو تسلیم نہ کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے بعد کسی نبی جدید کے آنے کے خیال سے تابع نہ ہو اور تمام کفریات سے بیزار کر کے از سر نو اسلام نہ لائے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بہائی ہو جانا اس کو کفر سے پاک نہیں کر سکتا بلکہ اب بھی وہ گندے کفر میں مبتلا ہے۔ مرزا نے جس قسم کا دین ایجاد کیا اور ضلالت کی جو راہیں اختیار کیں وہ سب اس کی طبع زاد نہیں ہیں۔ اس نے اپنے زمانہ سے قبل کے بے دین دجالوں سے بہت کچھ اخذ کیا اور ان سب کا پس خورہ جمع کر کے

ایک دوکان لگائی۔ انہی میں سے بہائی فرقہ بھی ہے۔ قادیانی۔ بہائی ہو جانا ایک ہی سلسلہ کے کفریات میں گشت لگاتا ہے۔ اب سب کی مکاری ختم نبوت کے معنی متواترہ کے انکار کو اپنا اصول بنانے سے چلتی ہے۔

۱۸۴۵ھ میں جو پور میں ایک شخص ہوا جس کا نام ”میراں سید محمد“ تھا۔ اس کے باپ کا نام سید خاں ماں کا نام بی بی آقا ملک تھا۔ (اس نے اپنے) ماں باپ کا نام بدل کر حضور پر نور ﷺ کے ابوین کریمین کے نام پر ماں کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبداللہ رکھا۔ یہ شخص (میراں سید محمد) ”مہدی موعود“ بنا۔ اس سے بھی کام نہ چلا۔ ماں باپ کے نام جاننے والوں نے اعتراض کیا تو اس نے انکار کیا کہ حضور اقدس ارواحنا فداہ ﷺ کے والد ماجد کا نام عبداللہ ہونے سے انکار کر دیا اور یہ مکر گڑھا کہ حضور کا اسم گرامی محمد عبداللہ ہے ابن کالفظ راویوں کی غلطی سے زیادہ ہو گیا۔ ﴿لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم﴾

اس شخص کے معتقدین اس کی مہدیت کی تصدیق کو فرض اور اس کا انکار کفر جانتے تھے لہذا وہ بھی اسی راستے پر چلا ہے جس طرح مرزا کے گھر والوں کو اس کے معتقدین ”اہلبیت“ اور اس کی بیوی کو ”ام المؤمنین“ کہہ کر ایوان رسالت کی نقل اتارتے ہیں۔ اسی طرح میراں سید محمد کے یہاں خلفاء راشدین پانچ اور صدیق دو۔ مبشر بالجنہ 12 اور 74 فرقتے۔ جنگ بدر اور فاطمہ اور حسین ولایت سب بنائے گئے تھے۔ یہ لوگ اپنے گرد میراں سید محمد کو خلفاء راشدین اور تمام انبیاء و مرسلین سے افضل اور سید عالم ﷺ سے مرتبہ میں ہمسرو برابر ٹھہراتے تھے اور اس کو مفترض الطاعہ سمجھتے تھے۔ شریعت طاہرہ کے احکام کا ناخ اور صاحب شریعت جدید مانتے تھے۔ اس پر وحی آنے کے معتقد تھے چنانچہ اس کے رسالہ ”ام العقائد“ میں اس کی وحی یوں لکھی ہے ﴿قال الامام المہدی صلی اللہ علیہ وسلم علمت من اللہ بالواسطۃ جدید الیوم ثلاثی عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ محمد مہدی الزمان وارث نبی الرحمن عالم علم الکتاب والایمان مبین الحقیقۃ والشریفة والرضوان﴾ اس وحی شیطانی کی زبان اور مضمون بھی قابل دید ہے۔ یہ شخص بلا واسطہ اللہ سے اخذ علوم کا مدعی تھا۔ ہندی میں بھی وحی کا دعویٰ کرتا تھا اور نئے نئے احکام کا نزول بتاتا تھا۔ ذکوۃ میں بھی (اس نے) بہت سی قطع و بریدیں کی تھیں۔ اس کے عقائد فاسدہ اور مکائد کاسدہ کہاں تک بیان کیے جائیں؟ علماء عرب و عجم اور فضلاء مکہ مکرمہ نے ان لوگوں کے کفر و کفر کے لئے دیے اور شاہان اسلام نے انہیں سزائیں دیں اور ہلاک کر دیا۔ پھر اس قسم کا کفر ایمان سے بڑھا۔

1819ء میں شیخ الاسلام نے اس کا نام ”مرزا علی محمد“ تھا۔ اسی کو باب کہتے ہیں اور اس کے

معتقدین اس پر ایمان لانے والے ”بائی“ کہلاتے ہیں۔ یہ شخص بھی مہدی ہونے کا مدعی تھا اپنے آپ کو مثل حضرت یحییٰ علیہ السلام کے اور ایک شخص جس کا لقب اس نے ”من یظهر اللہ جل ذکرہ“ رکھا تھا اسے مثل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتا تھا۔ کتاب ”بہاء اللہ کی تعلیمات“ کے صفحہ ۷ پر اس مرزا علی محمد کا یہ قول مذکور ہے کہ میں یحییٰ ہوں ”من یظهر اللہ“۔ اس مرزا علی محمد باب نے پیغمبری کا بھی دعویٰ کیا۔ بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۱۰ میں ہے ”سید مرزا علی محمد باب نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔“ اس نے اپنی علیحدہ شریعت بنائی تھی۔ کتاب بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۱۳ میں اس کا یہ قول موجود ہے کہ ”میں نے جو شریعت لکھی ہے اس پر عمل کرنے کا حکم تم کو اسی وقت ملے گا جب کہ ”من یظهر اللہ“ ظاہر ہوگا اور شریعت میں سے وہ جس بات کو پسند کرے گا اس پر عمل کرنے کا حکم دے گا اور جس کو وہ ناپسند کرے گا اس کو تم مت کرتا۔“

تہران میں سب سے پہلے مرزا حسین علی اس پر ایمان لایا۔ مرزا علی محمد نے اس کو بہاء اللہ کا لقب دیا۔ مرزا حسین علی عرف بہاء اللہ نے دعویٰ کیا کہ وہ ”من یظهر اللہ“ ہے جس کی علی محمد باب نے بشارت دی ہے۔ کتاب بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۱۹ میں ہے ”ایڈر بانو پل میں بہاء اللہ نے کہا کہ جس شخص کی بشارت مجھ کو حضرت باب نے دی ہے اور جس کی راہ میں انہوں نے جان فدا کی وہ میں ہی ہوں۔“ ”من یظهر اللہ“ میرا لقب ہے۔ اس بہاء اللہ پر ایمان لانے والے ”بہائی“ کہلاتے ہیں۔ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۰ میں ہے ”جنہوں نے حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ قبول کیا ان کا نام بہائی ہو گیا۔“ بہاء اللہ خدا کی طرف سے بے واسطہ علم ملنے اور مبعوث من اللہ ہونے کا مدعی تھا۔ بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۲۵ میں ہے ”ایک خدا کی تسمیہ لطف مجھ پر گزری اور جو کچھ ابتدا آفرینش سے اب تک ظہور میں آیا اس کا علم اس نے مجھے دیا۔“ صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے ”اسی نے مجھ کو حکم دیا کہ میں اس کے نام کی منادی کر دوں۔“ اس بہاء اللہ نے اپنی (خود ساختہ) نبوت کا سکہ بجانے کے لیے ختم نبوت کا انکار کیا۔ چنانچہ صفحہ ۳۳ میں لکھا ہے ”پیغمبروں کا ظاہر ہونا محال اور غیر ممکن نہیں جانتے اور اگر کوئی شخص اس بات کو محال جانے تو پھر اس میں اور ان لوگوں میں کیا فرق ہے جنہوں نے خدا کے ہاتھ کو بندھا ہوا سمجھا؟ جمہور اہل اسلام اور مخصوص اہلسنت اگر یہ لوگ خدائے تعالیٰ کو مختار جانتے ہیں تو انہیں لازم ہے کہ اس شہنشاہ ازلی کے ہر حکم کو قبول کریں جو اس کے رسول کی معرفت صادر ہیں۔“ صفحہ ۳۵ میں لکھا ہے ”الطاف باری کی ٹھنڈی اور خوشگوار ہوائ نے جگا کر مجھے یہ حکم دیا کہ میں زمین و آسمان کے درمیان اس کے نام کی منادی کروں۔ یہ بات میں نے خود نہیں کی بلکہ خدا ہی کی طرف سے کی۔ اس کی ہدایت ہوئی تھی۔“ صفحہ ۳۱ پر یہ قول لکھا تھا ”میرا علم خدا کا عطا کردہ ہے کسی انسان سے حاصل نہیں کیا ہے۔“

اس بہاء اللہ نے شرع کے احکام کو بھی رد کیا۔ بہاء اللہ کی تعلیمات کے آخر حصے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”اللہ عزوجل نے اس کو اپنی کتاب میں ہے“ تیسری طلاق کے بعد کی ہر مسرت اور شادی کو حرام قرار دیا۔ اس کا یہ قول ہے کہ ”خدا نے منع کر دیا کہ جو تم تیسری طلاق کے بعد نکاح کرنا نہ چاہو۔“ اس کا یہ قول ہے کہ ”اسی کتاب کے صفحہ ۷ پر ہے“ ہم نے حلال کیا تمہارے اوپر گناہ نہ تھا۔“ اس کا یہ قول ہے کہ ”اسی کتاب کے صفحہ ۷ پر ہے“ میں اس کا اقرار ہے۔

اسنے بیان سے ظاہر ہو گیا کہ مرزا علی محمد نے بہاء اللہ کو نبوت کے اعلان میں شریک ہیں دعویٰ مہدیت میں شریک ہیں اصل کی اور اس کے ساتھ ہی رسالت اور وحی کے دعوے میں شریک ہیں اور تبدیل احکام شرع میں شریک ہیں۔ یہاں کا فرق یہ ہے کہ بہاء اللہ کو بھی رسول بتا ہے اور اپنے اوپر وحی آنے بے واسطہ اللہ سے علم پانے کا دعویٰ ہے اور مرزا علی محمد کو بھی ظہیر مانا ہے۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال بھی کرتا ہے۔ کتنے کفروں میں مبتلا اور اپنے معتقدین کو ہلاک کرنے والا ہے۔ یقیناً اس کی تصدیق کرنے والے کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔ شفاء شریف میں ہے ”و کذلک قال من تبوء زعم انه یوحی الیہ قالہ سحتون وقال ابن القاسم دعی الی ذلک سرا وجہرا قال اصبع وهو کالمرتد لانه کفر بکتاب اللہ مع القرۃ علی اللہ وقال اشہب فی یہودی تبوء او زعم انه یوحی ارسل الی الناس او قال ان بعد نبیکم نبی انه یستتاب ان کان معلنا بذلک فان تاب والقتل وذلک لانه مکذب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قوله لا نبی بعدی مفتوی علی اللہ فی دعواه علیہ الرسالة والنبوة“

علامہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں ”وقد یکون فی هؤلاء من یتحقق القتل کمن یدعی النبوة بمثل هذه الخرافات تغیر شی من الشریعة ونحو ذلک“ اب ثابت ہو گیا کہ وہ شخص قادیانی تھا جب بھی کافر تھا اور بہائی ہوا اب بھی کافر ہے۔ اس کے ساتھ سیکھ کا کاح قطعی نہیں ہو سکتا، ہمیشہ حرام ہوگا۔ ”هو العیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ عز اسمہ اتقن احکم“

فتاویٰ صدر الافاضل، ص ۱۰۸-۱۱۳



عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار عیسائی اور حضرت محمد ﷺ کے ماننے والے امت محمدیہ میں شمار کئے جاتے ہیں، بہاء اللہ کے ماننے والے اہل بہاء ہیں۔

بہائیوں کے نزدیک جس طرح نمرود کو آسمان پر ایک ستارہ طلوع ہونے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آمد کی اطلاع ہوئی تھی بالکل اسی طرح 1843ء میں ایک دم دار ستارہ نمودار ہوا جو 1844ء میں باب کے ظہور اور اعلان بہائی کا سب سے پہلا واقعہ تھا۔ لیکن 1845ء میں وہ ستارہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا اور 1846ء میں غروب ہو گیا۔ یہ وہ سال تھا جب بہاء اللہ نے اپنے باپ کے مذہب کی تصدیق کی۔ اگست 1852ء میں یہ ستارہ دوبارہ نمودار ہوا لیکن اب ایک کلزا چھوٹا اور دھندلا جبکہ دوسرا بڑا اور چمکدار تھا۔ یہ آسمانی گواہی باب اور بہاء اللہ کی آمد سے متعلق ہے اور اب یہی ستارہ نور بن کر بہاء اللہ کی سالگرہ والے دن عین 12 نومبر کو اپنی گواہی کی تجدید کے لئے آسمان پر کبھی کبھی ظاہر ہوتا ہے۔ (بہائی میگزین اپریل، مئی 1976ء)

رپورٹ کے مطابق بہائی مذہب کی تجدید بانی ماننے والوں نے کی جس کی بنیاد شیراز کے ایک نوجوان سید علی محمد نے رکھی جو بعد ازاں باب کے لقب سے مشہور ہوئے۔ باب نے دعویٰ کیا کہ توریت، انجیل اور قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ صحیح ہے، اس لیے کہ ان دو اشخاص میں سے ایک میں ہوں اور دوسرا عظیم الشان جلد ظاہر ہونے والا ہے۔

سید علی محمد نے 25 سال کی عمر میں باب ہونے کا دعویٰ کیا جس سے مراد یہ تھا کہ وہ ایک عظیم الشان ہستی کے فیوضات کا واسطہ ہے جو ابھی پردہ غیب میں ہے۔ اسی دوران وزیراعظم ”امیر نظام“ نے علماء ترکی و تبریز سے باب کے قتل کا فتویٰ حاصل کر لیا۔ 1850ء میں باب کو ایک ساتھی کے ہمراہ ایک فوجی چھاؤنی میں گولیوں سے بھون دیا گیا۔

بہاء اللہ نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ باب کے اعلان ظہور کے ٹھیک 19 سال بعد 1863ء میں کیا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ میں ہی وہ مظہر اللہ ہوں جس کی بشارتیں سب پیغمبروں نے سنائی تھیں۔ شاہ ایران نے باب کے قتل کے بعد بہاء اللہ کی سرگرمیوں پر اسے ”سیاہ چل جیل“ میں ڈال دیا۔ معمولی بخار کے بعد 1892ء میں اس کا انتقال ہوا۔ 75 سالہ زندگی میں 40 سال بہاء اللہ نے جلا وطنی، اسیری اور پابندی کے ساتھ گزارے۔ انتقال کے 9 دن بعد جب وصیت کھولی گئی تو ”عبدالبہاء“ اس کا جانشین مقرر ہوا اور یہ وصیت نامہ ”کتاب العبد“ کے نام سے مشہور ہے۔

بہاء اللہ کی موت کے بعد عبدالبہاء نے 29 برس تک امر بہائی کی خدمت کی۔ عبدالبہاء اپنے والد کے ساتھ

قید میں بھی رہا۔ 1921ء میں اس کے حوالے سے عدالت نے فیصلہ سنایا کہ وہ ایک عیسائی نہیں بلکہ ایک تعلیم تھا امر اللہ کا ولی مقرر ہوا اور 36 سال تک بحال رہا۔ قادیان میں اس نے بہاء اللہ کی تحریروں کی تشریحات کیں اور بہائی منشور قائم کیا، بہائی مذہب کی تعلیم کے لئے ”کتاب العبد“ کا نام ہے۔

بہائی مذہب کو اس کے پیروکاروں میں تقسیم کرنے والی چیزیں ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ بعض لوگ اس مذہب کو اس کے پیروکاروں میں تقسیم کرنے والی چیزیں سمجھتے ہیں، جبکہ دوسرے حصے میں عمل کرنے والی چیزیں سمجھتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بعض لوگ اس مذہب کو اس کے پیروکاروں میں تقسیم کرنے والی چیزیں سمجھتے ہیں، جبکہ دوسرے حصے میں عمل کرنے والی چیزیں سمجھتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بعض لوگ اس مذہب کو اس کے پیروکاروں میں تقسیم کرنے والی چیزیں سمجھتے ہیں، جبکہ دوسرے حصے میں عمل کرنے والی چیزیں سمجھتے ہیں۔

بہائیوں کے عقائد:

بہائی مذہب کے مطابق ہر زمانے میں رسول و کتب کی وہی مددوں کے لیے راہ نجات ہے جو شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں پیدا ہوا اور ان پر ایمان لایا وہ اللہ مومن تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ان کا پیروکار ایک اور صالح لوگوں میں شمار ہوگا اور جو حضرت محمد ﷺ کی شریعت پر ایمان لایا وہ مومن ہے۔ اب بہاء اللہ کا ظہور ہو چکا ہے، ہم نے اس کو تسلیم کیا ہے اور اس کی شریعت کو ماننے ہیں۔ جب نئی شریعت آتی ہے تو پچھلی تمام شریعتیں منسوخ کر دی جاتی ہیں جیسے موسیٰ شریعت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت نے اور حضرت عیسیٰ کی شریعت کو شریعت محمدیہ ﷺ نے منسوخ کیا اسی طرح بہاء اللہ کی شریعت پچھلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر چکی ہے اور موجودہ نبی اور ان کی کتاب کو ماننا ہی مومن لوگوں کا فرض ہے۔ ہر امت کی ایک عمر ہوتی ہے جس کے بعد نئی امت کے ظہور پر وہ ختم ہو جاتی ہے۔

نبی الہامی کتاب:

بہائی عقیدے کے مطابق بہاء اللہ پر نازل ہونے والی کتاب خدائی یا الہامی ہے۔ یہ ایسا ہی معجزہ ہے جیسا تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام کا، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور قرآن مجید حضور ﷺ کا۔ بہاء اللہ کے مطابق تمام تحریریں جو اس نے لکھی ہیں دراصل اللہ نے لکھوائی ہیں لہذا انہیں ماننا باعث ثواب ہے۔ ”کتاب مقدس“ ان

تمام چیزوں کا احاطہ کرتی ہے جو پچھلی کتابوں میں رہ گئی ہیں۔

یوم قیامت:

بہائی عقیدے کے مطابق قیامت ایک چیخ سے لوگوں کا مرجانا اور دوسری چیخ سے قبروں سے باہر نکل آنا ہے۔ قیامت برحق ہے لیکن ان معنوں میں نہیں جو تمام تصورات ہیں۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ پہلی چیخ سے سابقہ امت کی میرٹھ جو کہ ختم ہو چکی ہے اور اس کے دین کی تسخیر کا اعلان ہے۔ اس پہلی چیخ سے لوگ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھیں گے سوائے ان لوگوں کے جن پر خدا کے حکم سے سابقہ دین کا منسوخ ہونا اور نئے دین کا ظہور میں آنا گراں نہ ہوگا۔ دوسری چیخ سے ان حواس باختہ لوگوں کے حواس بحال ہونے لگیں گے۔ انہیں حق نظر آنے لگے گا اور وہ دعوت قبول کر لیں گے یعنی وہ لوگ انسانیت کو فاسد عقائد، گمراہیوں اور جہالت کی قبور سے باہر نکال لیں گے۔ قیامت دراصل پہلی امت کی نسبت سے اس امت کی موت ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعویٰ رسالت کے بعد امت موسوی کی قیامت ہوگئی۔

ثواب و عذاب:

بہائی عقیدے کی یہ بات اہم سمجھی جاتی ہے کہ جسم مادی موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے اور مادہ کے ابتدائی عناصر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ روح دوسری بار نہ اس جسم سے مجسم ہوتی ہے نہ جسم عنصری سے لہذا وہ ثواب و عذاب جو انسان کو مشہور عام قیامت میں ملتا ہے وہ موت کے فوراً بعد ہی مل جاتا ہے نہ ثواب ملنے میں انتظار ہوتا ہے نہ سزا ملنے میں۔

یوم آخر:

یوم آخر سے موت کے بعد دوسرے جہاں میں جزا و سزا کا وقت مراد نہیں بلکہ ایسی دنیا میں رسول وقت کا زمانہ ہے جو گزشتہ رسول کے ایام کی نسبت سے یوم آخر ہوتا ہے۔ یوم آخر سے مراد دراصل رسول وقت پر ایمان لانا ہے جو اپنے وقت میں آخری رسول ہے۔

اعمال نامہ اور منکر نکیر:

عام تصور یہ ہے کہ روز قیامت تمام لوگوں کو ان کے اعمال ناموں کی ایک کتاب ملے گی جو انہوں نے دنیا میں کیے ہوں گے۔ بہائی عقیدے کے مطابق حقیقت یہ نہیں ہے۔ ان کے مطابق دراصل ان کتابوں سے مراد وہ

آسمانی کتابیں ہیں جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں۔ اس کتاب کی ایک کاپی ہر انسان کے پاس ملے گی۔ یہی اعمال نامہ ہے۔

منکر نکیر کے تصورات بھی نہایت غلط ہیں۔ منکر نکیر کے تصور میں اللہ کی طرف سے دو کتابیں نازل ہوں گی۔ ایک ان لوگوں کے لیے جو اللہ کی جانب سے حق پرست ہوں گے اور دوسری ان لوگوں کے لیے جو اللہ کی جانب سے جہاد پرست ہوں گے۔ یہ فرشتے دراصل بہاء اللہ کی جانب سے بھیجے گئے ہوں گے۔ ان فرشتوں کو ”فرستادگان“ کہا جاتا ہے۔ یہ وہ بہائی ہیں جن کی زندگی دنیا کی باتوں سے پاک رہے گی۔ ان لوگوں کے سامنے کسی سے کلام بھی نہیں کرتے۔

قبر اور عالم برزخ:

دین بہائی میں قبر سے مراد انسانی جسم ہے جس کا ایک مرتبہ غلط تصور کیا جاتا ہے۔ یہ تصور غلط ہے کہ عالم برزخ وہ جگہ ہے جہاں لوگ اپنے اعمال کے حساب سے جہاد کر رہے ہوں گے۔ برزخ دراصل دور سولوں کے درمیانی عرصے کو کہتے ہیں۔ باب کے ظہور تک کا زمانہ برزخ ہے۔

جنت و دوزخ:

جنت دوزخ اسی دنیا کی چیزیں ہیں ان کا مرنے کے بعد کوئی مل و جل نہیں۔ جنت و دوزخ کا تصور غلط ہے۔ جنت ہمیشہ جنت میں رہے گا۔ جو اس دنیا میں جہاد میں رہا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ جہاد کا تصور غلط ہے۔ جنت میں داخل ہونا ہے۔ جنت دوزخ میں جانے والے تین قسم کے لوگ ہوں گے۔ ایک وہ لوگ جو اللہ کی طرف سے دعوت پر ایمان لائے انہیں وہ جنتی ہیں۔ دوسرے وہ جو رسول وقت پر ایمان نہیں لائیں گے وہ جہاد پرست ہوں گے۔ تیسرے وہ جو اللہ کی طرف سے دعوت پر ایمان لائے انہیں وہ جنتی ہیں۔ دوسرے وہ جو رسول وقت پر ایمان نہیں لائیں گے وہ جہاد پرست ہوں گے۔ تیسرے وہ جو اللہ کی طرف سے دعوت پر ایمان لائے انہیں وہ جنتی ہیں۔ دوسرے وہ جو رسول وقت پر ایمان نہیں لائیں گے وہ جہاد پرست ہوں گے۔

قیامت میں اللہ کا دیدار:

اس سے مراد ہے کہ اللہ کے عظیم کواچی آنکھوں سے دیکھیں گے جو کہ خدا کی تجلیات و تجلیوں میں ظاہر ہوں گے۔ اس کا تصور غلط ہے۔ بہائی بہاء اللہ کی طاقت کو اللہ کی طاقت کہتے ہیں اور انہیں یقین ہے کہ بہاء اللہ کی آواز میں اللہ ان سے بات کرے گا۔

بہائی نمازیں:

بڑی نماز: دن و رات میں کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ہے جب حالت جذب و اشتیاق ہو۔ درمیانی نماز: صبح و دوپہر اور شام تین وقت پڑھی جاتی ہے۔ چھوٹی نماز: دن میں صرف زوال کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ تینوں نمازوں میں سے ایک فرض ہے لہذا کوئی ایک پڑھ لی جائے۔

بہائی مذہب کے دیگر احکام:

نماز تنہا پڑھی جاتی ہے چونکہ جماعت کا حکم منسوخ کر دیا گیا ہے البتہ نماز جنازہ باجماعت پڑھی جاتی ہے۔ کمزور و بیمار آدمی کو نماز روزہ معاف ہے۔ 70 برس کی عمر میں ہر شخص کو نماز و روزہ معاف ہے۔ سال میں ایک ماہ کے روزے رکھے جاتے ہیں۔

بہائی سال 19 ماہ کا ہوتا ہے اور ہر ماہ کے 19 دن ہوتے ہیں۔ عیسوی لحاظ سے جو چار پانچ دن بچتے ہیں وہ ان مہینوں سے خارج ہیں اور آزادی کے دن کہلاتے ہیں۔ ان دنوں میں اہل بہاء خوشیاں مناتے ہیں اور روزہ رکھنے سے پہلے خدا کی حمد و ثناء کرتے ہیں۔ یہ روزے 9 دن تک یعنی جس دن بھی کلیئدر کا آغاز ہو اس سے پہلے رکھے جاتے ہیں۔ بہائی روزہ طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔

بہائی مذہب زبان و دل کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جہاد میں قتل جائز نہیں کیونکہ جہاد بالسیف منسوخ کر دیا گیا ہے البتہ نفس اور مال کا جہاد صحیح ہے۔ اہل بھاء میں زکوٰۃ کی ممانعت ہے لہذا کہا گیا ہے کہ حقوق اللہ کا مطالبہ ہرگز نہ کیا جائے۔ اگر کوئی خوشی سے زکوٰۃ دے تو بہتر ہے ورنہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

حج کرنے اہل بہا فلسطین ارض مقدس جاتے ہیں جہاں اللہ نے ماموریت کا اعلان کیا تھا۔ دین بہاء میں کوئی مفتی مولوی یا امام نہیں ہوتا۔

باب کا بیان ہے کہ وہ دن ختم ہو گئے جب صرف عبادات ہی کافی سمجھی جاتی رہیں اب وقت آ گیا ہے کہ کام کرنا سب پر فرض ہے لہذا بازاروں میں چلتے پھرتے ذکر الہی کرنا منع ہے۔ نماز کرسی پر بیٹھ کر باسانی پڑھی جاسکتی ہے جبکہ منبر پر بیٹھنا منع ہے۔

بہانیوں میں شراب و فیون حرام ہے۔ قتل و بدکاری کی سخت ممانعت ہے۔ سرمنڈ و انا منع ہے۔ حکم ہے کہ سر کے بال کان کی لو سے آگے نہ بڑھیں۔ طرز لباس اور واڑھی کا اختیار بندے کو دیا گیا ہے۔

[illegible]

100% **ضمان** | **قیمت** 250,000 تومان | **مدت** 30 روز | **نوع** **لایه نازک**

بزم اطفال

• قرآن کریم کی کس آیت مبارکہ میں نبی کریم ﷺ پر نبوت کے ختم ہونے کا صریح اعلان فرمایا گیا؟

☆ اللہ رب العزت نے قرآن کریم (سورۃ الاحزاب ۴۰) میں ارشاد فرمایا ہے کہ ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابْنًا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ انہیں ہیں محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ، لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخری۔

• کس آیت مبارکہ میں دین اسلام مکمل و پورا ہونے اور نعمت نبوت کی تکمیل کی خوشخبری ملی اور دین اسلام کو اللہ رب العزت کی پسندیدگی کی سند عطا ہوئی؟

☆ سورۃ المائدہ کی آیت ۳۰ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔

• کیا نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی و رسول آسکتا ہے؟

☆ بالکل نہیں! نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کے بعد کسی بھی قسم کا کوئی نیا نبی و رسول نہیں آسکتا۔ سلسلہ نبوت و رسالت آپ ﷺ کی ذات بابرکات پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا ہے۔ درج بالا آیت قرآن کے مطابق دین مکمل ہو گیا ہے تو جب دین مکمل ہو گیا تو اب کسی نئے نبی کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟



خوشخبری

جلد ۲۰۱۰

العاقب

کی سی مہر شپ کا آغاز ہو گیا ہے

مہر شپ حاصل کرنے کے لیے ہر سال 300 روپے

نوع نام ایڈریس اور پتہ پائل بصریہ کروائیں

جامع مسجد رحمة للعالمین

مدینہ کالونی ملتان روڈ، نزد گریڈ بیڑی شاہ متھل شیل چرول پمپ ملتان

0321-4370406
0314-4250505

سفر ملتان



سرمای



ماچنامہ



ایڈیٹر ان چیف